لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

سمجھ میں نہ آنے والی منطق

رہزن جب تک علیحدہ علیحدہ ہوں وہ رہزن ہیں۔ لیکن اگر رہزن یونین بنالیں تو وہ پاسبان بن جاتے ہیں، چور اگر اپنا کوئی اتحاد قائم کرلیں، وفاق قائم کرلیں تو وہ چوکیدار کی حیثیت اختیار کرلیتے ہیں، لیکن اگر الگ الگ ہیں تو چور ہیں، رہزن ہیں، یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آئی، کہ ایک رہزن رہزن ہے، دو رہزن رہزن ہیں، لیکن سَو رہزن آپس میں مل کر پاسبان کیسے بن جاتے ہیں۔

یہی رہزن جب ایک فرد واحد میں ہے تو مضر ہے لیکن ترقی کرکے سَو کے درجے تک پہنچی تو اب کیسے مضر نہیں رہے گی۔ اگر وہ ایک نمبر کی مضر تھی تو اب سَو نمبر کی مضر ہونی چاہئے۔ دنیا کی سیاسی، اقتصادی، اجتماعی تنظیمات سب کا حال یہی ہے۔ یورپ، امریکہ اور روس کی حکومتوں کو دیکھئے اسی کے ساتھ مشرقی حکومتوں کو بھی دیکھئے کہ وہ فاسق الخیال، فاسد المقصد، جن کے مقاصد تخریبی، جن کی زندگی فاسد، جن کے اخلاق خراب، جن کے افکار وخیالات فاسد، ان سبھوں نے ایک اجتماعی نظام بنالیا ہے اور وہ اجتماعی نظام قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ کررہا ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(از دعوت فکر وعمل صفحہ ۷۰)

فی شمارہ ۷/روپے
سالانہ ۱۵۰/روپے
۲۵/جون ۲۰۰۲ء

Regd. No. LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD./2001/6071
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY
Vol. No. : 2 Issue No. 7

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA)
Rs. 7/-

Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658
تبا وننگ
اودھ کی شان اوننگ ★ ٹریس ★ کھڑکی ★ گلس
المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک
ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
ایم۔ کے ملک، راج ۳۰۱، اودشال کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم
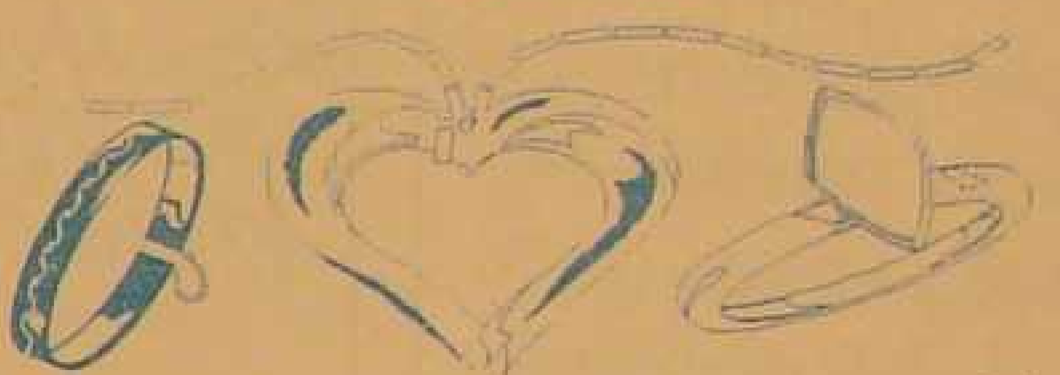
گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

The Fragrance
of East
A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-
The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

نشکر
شوگر کی کامیاب دوا
• قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ دوا۔
• پیشاب سے شکر کو ختم کرکے خون میں شکر کو کنٹرول رکھتی ہے۔

HASANI PHARMACY
Gwynne Road, Lucknow - 226018 Ph.: 202677
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے
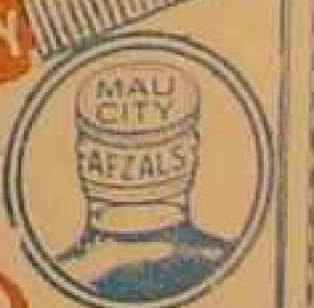

مئو کا بنا

درد۔ زخم۔ چوٹ کٹنے۔ جلنے کی مشہور دوا
نورانی تیل
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

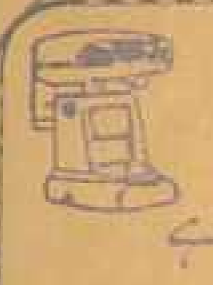
چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمٰن (علیگ)
شنکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

کسبِ معاش کی فضیلت

قرآن وحدیث کی روشنی میں

• مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (الجمعہ آیت ۱۰)

پھر جب نماز ہوچکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

اور ارشاد ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ (البقرۃ آیت: ۱۸۹)

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں تجارت کے ذریعہ) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔

اور ارشاد ہے:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (البقرۃ آیت: ۲۷۵)

حالانکہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔

اور ارشاد ہے:

لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ (النساء آیت: ۲۹)

اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو تو جائز ہے)

اور ارشاد ہے:

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ (الفاطر آیت: ۱۲)

اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی ہوئی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے معاش تلاش کرو۔

اور ارشاد ہے:

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (النور آیت: ۳۷)

یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔

اور ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ (البقرۃ، آیت: ۲۶۷)

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے راہ خدا میں خرچ کرو۔

مانگنا اچھی چیز نہیں

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنی رسی لیکر پہاڑ پر آئے اور لکڑی کا ایک بوجھ اپنی پیٹھ پر لادلائے، اس کو بیچے اللہ اس کی وجہ سے بقدر ضرورت دے دے، تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، اور لوگوں کی خوشی پر موقوف ہے دیں نہ دیں۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لکڑی کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لادلائے، تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ دیں نہ دیں۔ (بخاری ومسلم)

بڑے بڑے پیغمبر اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نے ان سے بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا کہ آدمی اپنے ہاتھ کی محنت کا کھائے بیشک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کرکے کھاتے تھے۔ (بخاری)

حضرت زکریاؑ کی محنت ومزدوری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (مسلم)

صدقہ وخیرات میں مالداروں کا حق نہیں ہے

حضرت عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ان سے بیان کیا کہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے صدقہ وخیرات مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر ڈال کر اوپر سے نیچے تک دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توانا و تندرست محسوس کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، تم چاہو تو میں تم کو دیدوں (مگر یہ سمجھ لوکہ) اور (تم جیسے) تندرست وتوانا لوگوں کا اس میں حصہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد ونسائی)

یتیم کا مال تجارت کرکے بڑھانا چاہیے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

(باقی ص ۲۹ پر)

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۲۵ر جون ۲۰۰۲ء | مطابق | ۱۳ر ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ | شمارہ نمبر ۱۶

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلیٰ)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ---=/۱۵۰ روپے
فی شارہ ---------=/۷ روپے
بیرونی ممالك فضائی ڈاك
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک ......۳۵ ڈالر
بیرونی ممالك بحری ڈاك
بحری ڈاک جملہ......۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ
مینجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ مینجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش
خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (مینجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (مینجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپوزیشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس شمارے میں

۱	کسب معاش کی فضیلت	مولانا حکیم عبدالحی حسنیؒ	۲
۲	تعمیر حیات (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	انسانیت کا سچا درد	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۷
۴	مستشرقین کی سازش	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۸
۵	تعلیمی نظام میں تبدیلی قدیم سامراجی منصوبہ	مولانا سید محمد واضح رشید ندوی	۱۰
۶	کیا اسی کا نام ایمان ہے؟	مولانا محمد احمد صاحبؒ	۱۵
۷	وقت کی قدر وقیمت	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۱۸
۸	دل کی بات	امین الدین شجاع الدین	۱۹
۱۰	ناظم ندوۃ العلماء کا دوابہ کا دورہ	سید محمود حسنی ندوی	۲۱
۱۱	سوال وجواب۔	محمد طارق ندوی	۲۶
۱۲	عورت کو حیا کی چادر دی	عائشہ عتیق طیبی	۲۷

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 40/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 50 /=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI
98-Conklin Ave. Woodmere
New York 11598(U.S.A)

اداریہ

شمس الحق ندوی

تعمیر حیات

تعمیر حیات اپنی عمر کے انتالیسویں سال کے اختتام کو پہنچنے والا ہے۔ اس مدت میں اس نے اپنے قارئین کے دلوں پر اچھے نقوش قائم کئے ہیں، جن کا اندازہ ہمارے قارئین کے خطوط سے ہوتا ہے، جن کے شائع کرنے کا ہمارا معمول نہیں۔ ان سطروں کو لکھتے وقت اس کے فرشتہ صفت مدیر اول مولانا محمد الحسنیؒ کا فکر انگیز و دلنواز اسلوب اور طرز کلام نگاہوں کے سامنے ابھر رہا ہے۔

ندوہ ایک مدرسہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک دبستان فکر ہے اور محمد میاںؒ کی تعلیم وتربیت ایسے ماحول میں ہوئی تھی جو اپنی گہری اسلامی چھاپ کے ساتھ قدیم و جدید ثقافت کا جامع تھا، ان کے والد ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء طب یونانی، ایلوپیتھ، ہومیوپیتھ، تینوں طریق علاج کے ماہر ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم وفنون پر نہ صرف گہری نظر رکھتے تھے بلکہ اپنی فراست وبصیرت سے عالم اسلام کے اندر پیدا ہونے والے تغیرات اور اس کے افق پر نمودار ہونے والے خطرات کو دیکھ رہے تھے اور اس کے مقابلہ کے لئے جن صلاحیتوں اور تیاریوں کی ضرورت تھی، اس کو بھی اچھی طرح سمجھ رہے تھے۔ اور ان کے چچا مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اپنی خاندانی خصوصیات، خداداد صلاحیتوں اور بڑے بھائی کی پدرانہ شفقتوں، رہنمائیوں اور والدہ ماجدہ کی دعائے سحرگاہی کے اثر سے ایک بلند قامت مؤرخ، مفسر، ادیب وداعی کی حیثیت سے عالم عربی میں اپنے بے لوث داعیانہ افکار وخیالات کا سکہ بٹھا رہے تھے۔

اسی ماحول میں محمد میاں نے تربیت پائی تھی اور پلے بڑھے تھے، چنانچہ انہوں نے تعمیر حیات کا جو پہلا اداریہ لکھا اس میں ندوہ کی ترجمانی کرتے ہوئے، جو کچھ لکھا اس میں اس تربیت کا عکس ان الفاظ میں جھلکا بلکہ چھلکا، جو جماعتی وگروہی عصبیت سے بلند ہو کر صرف اسلام کے صاف شفاف چشمہ کی ترجمانی کر رہے تھے، انہوں نے لکھا:-

”ندوۃ العلماء در حقیقت قدیم وجدید کی مصنوعی تقسیموں اور سطحی بحثوں سے بالاتر ہے، قدیم وجدید کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں اسلام نہ قدیم ہے نہ جدید، نہ مشرقی ہے نہ مغربی، نہ ندوی ہے نہ دیوبندی نہ علی گڑھی ہے اور نہ کچھ اور، وہ پانی، ہوا اور غذا کی طرح ہر زمانہ میں یکساں، ہر شخص کے لئے ضروری اور آفتاب کی طرح ہمیشہ سے زندہ وتابندہ ہے وہ ایک ازلی وابدی آسمانی پیغام ہے، جو زمانہ وتاریخ، زبان وادب اور معاشرے واجتماع کے اثرات سے آزاد وبالا ہے، اس لحاظ سے ندوۃ العلماء کی دعوت کو بھی قدیم وجدید کے چھوٹے چھوٹے پیمانوں سے ناپنا درست نہیں، جو عین اسلام کی دعوت، علوم نبوت کی ترجمانی واشاعت اور انبیاء علیہم السلام کی نیابت ووراثت ہے۔“

تعمیر حیات جو اب اپنی عمر کی چوتھی دہائی کے اختتام کو پہنچنے والا ہے۔ اس کا اجرا انہیں محمد میاں کے فکر ار جمند اور قلم گہربار سے ہوا تھا جو پیکر اخلاص ہونے کے ساتھ ساتھ نام ونمود اور شہرت ومقبولیت کی طلب وچاہت سے بلند ہو کر صرف جذبۂ دعوت اور اسلام پر ہونے والے حملوں سے نبرد آزمائی کی خاطر اپنے اشہب قلم کی باگ ڈھیلی کئے ہوئے تھے، اور عالم اسلام میں مغرب کی سازشوں کے اسلام دشمن دعوتوں اور تحریکوں کا پردہ فاش کرنے کے لئے بڑے ولولہ انگیز انداز میں مضامین لکھتے تھے، جن کے زور وقوت کی تعبیر ان کے عم معظم مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ان الفاظ میں کی ہے۔ (عالم اسلام کی زبوں حالی نے) ”ان کے قلم کو ایک ایسے آبشار میں تبدیل کر دیا تھا جو چٹانوں سے ٹکرانے کی وجہ سے ابلتا ہے، اور بڑے جوش وشور کے ساتھ گرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں ایسے مضامین ان کے قلم سے نکلے جن میں آبشار کا شور اور طوفان کا زور ہے۔“

تعمیر حیات کے اجراء کو بعض معاصر رسالوں نے اپنے حریف کی نظر سے اور ایک غیر ضروری عمل کی حیثیت سے دیکھا بلکہ اس کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے

اس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔

محمد میاںؒ کی فہم وفراست اور اخلاص وللّٰہیت کی داد دینی پڑتی ہے کہ بجائے اس کے کہ ان کے پہلے ہی اداریہ میں اس کا کوئی ردعمل ظاہر ہوتا یا صفائی پیش کرتے انہوں نے اداریہ کے صفحہ پر ایک ایسا واقعہ نقل کردیا جو طویل ومدلل مضمون پر بھی بھاری تھا، اور جس کے جواب میں کچھ لکھا نہیں جاسکتا تھا۔ انہوں نے تحریر کیا:۔

"ایک بزرگ اپنے شیخ کے حکم سے یا اشارۂ غیبی سے کسی علاقہ میں تشریف لے گئے اور وہاں قیام کرنے کا فیصلہ فرمایا، وہاں ایک بزرگ پہلے سے مقیم تھے اور ارشاد وتربیت میں مشغول تھے، انہوں نے پانی کا ایک بھرا ہوا پیالہ ان نووارد بزرگ کی خدمت میں بھیجا اشارہ تھا کہ پیالہ لبالب ہے اب اس میں کسی اضافہ کی گنجائش نہیں ان نووارد بزرگ نے اس میں ایک گلاب کا پھول ڈال دیا، اشارہ تھا کہ میں اس طرح سے رہوں گا جیسے پھول پانی پر تیرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ محمد میاں کی روح کو کروٹ کروٹ چین نصیب فرمائے انہوں نے تعمیر حیات کی جو تعمیری بنا ڈالی اور مقاصد ندوہ کا جس خوبصورتی کے ساتھ حق ادا کرتے رہے اس کی ایک جھلک مفکر اسلامؒ کی مذکورہ بالا عبارت میں آچکی ہے۔ اس کی برکت سے تعمیر حیات اسی نقش اول پر چلتا رہا ہے۔ اس کے سامنے ہمیشہ تعمیری پہلو رہتا ہے سلبی باتوں سے وہ ہمیشہ اعراض برتتا رہا ہے، محمد میاں اس دنیا میں نہیں رہے، مشیت خداوندی نے اپنی حکمت کے تقاضہ سے ان کو عین شباب میں بلا لیا اللہ تعالیٰ نے محمد میاں کو اچھے رفقاء بھی عطا فرمائے تھے اول مرحلہ میں مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء وایڈیٹر "البعث الاسلامی" اور بعد کے مرحلہ میں مولانا اسحٰق جلیس ندوی مرحوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان کے بعد آنے والوں میں ان کی جانشینی اور خلا کو پر کرنے کی صلاحیت تو نہ تھی لیکن محمد میاںؒ کے اخلاص ان کے دردِ دل اور تڑپ و بے کلی کی برکت اور ان کے عم معظم کی دعاؤں اور دینی ملی تڑپ و بے کلی کے اثر سے تعمیر حیات کا بھرم قائم رہا اور اس نے اپنا تعمیری کام اس طرح جاری رکھا کہ قارئین کا اعتماد بڑھتا رہا، مدح وستائش اور حوصلہ افزائی کے خطوط اس کے کارکنوں کا دل بڑھاتے رہے، ہمارے بہت سے قارئین کرام اس کے سرِ ورق کو میز پر لگانے یا فریم کرانے کی خوش خبری کے ساتھ ساتھ اس کو کتابی شکل میں طبع کرانے کا بھی تقاضا کرتے رہے۔ انشاء اللہ یہ تقاضہ جلد ہی پورا کیا جائے گا۔ ہندوپاک کے اخبارات و رسائل نے بھی تعمیر حیات کے مضامین کو اپنے کالموں میں جگہ دے کر کارکنوں کی ہمت اور حوصلہ کو بڑھایا۔ تعمیر حیات نے بعض ایسے نازک موقعوں پر ملت کو صحیح رخ دکھایا جب بڑے صاحب ادراک لوگوں کو بھی صحیح ادراک میں دشواری ہوئی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور تعمیر حیات کے جہاں دیدہ جہاں گردیدہ سرپرستوں کی زمانہ شناس نگاہوں کا اثر تھا۔ اب جب کہ ندوۃ العلماء کے فکر اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نظام ونصابِ تعلیم کو اپنانے کی طرف رجحان برابر بڑھتا جارہا اور ملک وبیرون ملک اس کی سو سے زائد شاخیں کھل گئی ہیں، بعض مخلصین نے تعمیر حیات کو دوسری زبانوں میں اشاعت کی اجازت مانگی ہے۔ ہماری قارئین کرام سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کو جو محض دینی دعوتی جذبہ اور غیر ضروری بحثوں میں پڑے بغیر تعمیر سیرت وکردار اور چشم بیدار پیدا کرنے کی غرض سے تقریباً چالیس سال سے قوم وملت کی دینی روح کو بیدار کرنے، گرد و پیش کی دنیا سے باخبر رکھنے کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اس کی توسیع اشاعت کا کام ایک عبادت سمجھ کر انجام دیں گے۔

دور حاضر کی ایک مستند اور اہم تفسیر

تفسیر ماجدی

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا وہ علمی کارنامہ جس کو مشاہیر علماء نے متفقہ طور پر خراج عقیدت پیش کیا ہے، ہزارہا طلبہ اور اساتذہ اس کے مطالعہ کے لئے بے چین رہتے ہیں، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی طرف سے یہ علمی شاہکار منظر عام پر آرہا ہے۔ اب تک تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں، انشاء اللہ چوتھی جلد پر تفسیر مکمل ہوجائے گی۔

جلد اول ہدیہ ________ ۳۰۰/روپے

جلد دوم ہدیہ ________ ۲۰۰/روپے

جلد سوم ہدیہ ________ ۱۸۰/روپے

ناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوہ، لکھنؤ

انسانیت کا سچّا درد!

• حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آج کس چیز کی محتاجی ہے کیا چیز دنیا سے کھوگئی ہے خدا کے لئے غور کیجئے کیا چیز اس وقت دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ نیک ارادہ نہیں، انسان کی قدر نہیں، انسانیت کی فکر نہیں خطرات ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں ان کی کسی کو پرواہ نہیں، اپنی اپنی تو فکر ہے لیکن کسی کو عام انسانیت کی فکر نہیں۔ اگر تیسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور یہ ہائیڈروجن بم، اور ایٹم بم چلا دیئے گئے تو دنیا کا کیا حشر ہوگا۔ باتیں تو اس کی بہت کی جارہی ہیں چرچے تو اس کے ہر طرف ہیں، لیکن کسی کو اس کا سچا درد نہیں ہے اور جو لوگ کچھ کرسکتے ہیں اور انسانیت کو بچا سکتے ہیں وہ سب سے زیادہ ان وسائل کی تیاری میں منہمک ہیں، یہ سمجھ لیجئے کہ نئی جنگ کے لئے ساری قومیں اور دنیا کی ساری طاقتیں پر تول رہی ہیں اور ساری دنیا میں جو کچھ ریس ہے وہ اسی کی ہے، کسی کو بدی سے نفرت نہیں، کسی کو انسان کی تباہی کا غم نہیں ہے، حقیقی دکھ اور صدمہ ہونا چاہئے جیسے باپ کو اولاد کا صدمہ ہوتا ہے، بھائی کو بھائی کا صدمہ ہوتا ہے وہ صدمہ کسی کو نہیں صرف زبانی باتیں ہیں، امریکہ سے لیکر آپ ایشیا کے آخری سرے تک چلے جایئے آپ کو ہر جگہ باتیں ملیں گی لیکن اس کے اندر درد مفقود ہے، جو درد، کراہ اور کسک ہوتی ہے، وہ کسی میں آپ نہیں پائیں گے، اس میں سارا حصہ عقل کا ہے، سارا حصہ ذہانت کا ہے، دنیا کے خطرات سے واقفیت اور اس کی تحلیل اور تجزیہ ایسا کریں گے کہ معلوم ہوگا کہ جیسے کسی معمل میں کسی چیز کے الگ الگ اجزاء کئے جاتے ہیں، بالکل ہندی کی چندی کرکے آپ کو بتادیں گے کہ کیا خطرہ درپیش ہے، لیکن اس کے اندر جو انسانیت کا درد ہے یا دل کی کسک ہے وہ نہیں ہوتی جیسے آدمی اپنے گھر کا کوئی واقعہ بیان کرتا ہے تو اس کا لہجہ اور ہوتا ہے، آنسو اس کی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے ہوتے ہیں، آواز مرتعش ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل رو رہا ہے۔

آج دنیا کے بڑے بڑے فلسفی نہایت اطمینان سے دنیا کے خطروں کو بیان کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کوئی بہت خوش آئند بات ہو، کوئی مبارک واقعہ ہو جس کو مزے لے کر بیان کیا جائے، اس لئے کہ انسانیت سے کسی کو حقیقی اور قلبی تعلق نہیں ہے، سب زبانی باتیں اور دماغی تعیشات ہیں۔

آج دنیا کی ساری کمی پوری ہوچکی ہے، کرنے کو سب کچھ ہمارے پاس ہے، اگر ہم نیک بننا چاہیں، اگر ہم انسان کی خدمت کرنا چاہیں، اگر ہم انسان کو ان خطرات سے نکالنا چاہیں، اگر ایک فرد بھی قطب شمالی یا قطب جنوبی میں ہے ہم اس کی مدد کرنا چاہیں تو اللہ نے ہم کو وہ وسائل دیئے ہیں کہ ہم ان کی مدد کو پہونچ سکتے ہیں، لیکن ہمارے اندر سچا ارادہ نہیں، ہمارے اندر اس کا شوق نہیں، ایک شخص کے پاس سب کچھ ہے، وہ لاکھوں روپئے سے مدد کرسکتا ہے، لیکن وہ خسیس ہے بخیل ہے، اس کو پیسے کی محبت ہے یا سستی ہے اور کاہل الوجود ہے، وہ بالکل ہاتھ ہلانا نہیں چاہتا، تو بتایئے اس کی دولت کیا کام آئے گی، ایک شخص حج کو جاسکتا ہے خدا نے اس کو ایسے ذرائع دیئے ہیں لیکن حج کا ارادہ نہیں ہے، حج کا شوق نہیں تو بتائیے پھر کون اس کو حج پر آمادہ کرسکتا ہے۔

اسی طرح آج انسان کے نیک بننے اور انسان کی خدمت کرنے اور اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دینے، اس دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دینے اور اس دنیا کو مسجد ومعبد میں تبدیل کردینے کا جیسا زریں موقع، جیسا آسان راستہ اس وقت ہے ایسا کبھی نہیں تھا۔ آج بدقسمتی سے انسان سب کچھ کرسکتا ہے لیکن کرنا نہیں چاہتا، کیوں نہیں چاہتا؟ کرنے کا فائدہ اس کے سامنے نہیں، فائدہ کیوں سامنے نہیں، اس کو یقین نہیں! سوائے اپنی آسائش کے، سوائے اپنے معدے کے تجربوں کے اپنے جسم کے تجربوں کے اور اپنے محسوسات کے وہ اپنی ذات اور اپنی اولاد کے سوا سب کچھ بھول گیا ہے اور اب مجھے خطرہ ہے کہ شاید وہ وقت بھی کچھ دور نہیں جب اپنی اولاد کو بھی بھول جائے گا، خود غرضی میں اور خود پرستی میں، خود نمائی اور اپنے وجود میں سب کچھ محدود کردینے کے سلسلہ میں جس رفتار سے انسان ترقی کررہا ہے اگر یہ رفتار جاری رہی تو چند دنوں میں ہم دیکھ لیں گے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو بھی بھول جائیں گے، اگر صرف اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ اگر بھوکے ہیں اور بلک رہے ہیں تو ان کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی، دنیا میں جہاں مادیت اپنے صحیح برگ و بار لائی ہے اور نبیوں کی تعلیم ان کو روکنے کے لئے

(باقی ص ۲۵ پر)

مستشرقین کی سازش

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

۸/۸ مئی ۲۰۰۲ء کو جانشین مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء) نے مہاراشٹر کے مشہور شہر مالیگاؤں کا دینی و دعوتی سفر کیا تھا جس میں کئی تعلیمی اداروں میں خصوصی دعوتی پروگرام منعقد کئے گئے تھے۔ بورخہ ۸ مئی ۲۰۰۲ء کو حضرت مولانا کے دستِ مبارک سے "مولانا علی میاں ندوی لائبریری، مالیگاؤں" کا افتتاح ہوا۔ اس افتتاحی تقریب میں حضرت مولانا نے جو تقریر فرمائی اس کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر ہم اس تقریر کو ہدیۂ ناظرین کررہے ہیں

(ادارہ)

الحمدللہ وکفی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ! امابعد:

بزرگو اور دوستو! حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی نسبت سے جو ادارہ قائم ہوا ہے یہ حقیقت میں مولانا کی آرزوؤں کی تکمیل کی ایک کوشش ہے، حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو اس بات کی بڑی فکر رہتی تھی کہ لوگ ان کی کتابیں پڑھیں اور ان کے خیالات پر جو دیگر کتابیں لکھی گئیں ہیں انھیں بھی پڑھیں۔ مولانا کو یورپ کی ترقی وغلبہ اور اس کی فکر کے دنیا میں پھیل جانے کی وجہ سے بڑی فکر تھی اس بات کا بڑا احساس تھا کہ مسلمانوں کی فکر غیروں کی فکر میں ڈھلتی جارہی ہے، چونکہ غیروں کے پاس طاقت اور وسائل ہیں اس لئے وہ اپنی بات لوگوں کے دماغوں میں بٹھا رہے ہیں وہ غیر مسلموں کے دماغوں میں بٹھائیں تو الگ بات ہے، لیکن خود مسلمان اس پر فریفتہ ہوتے جارہے ہیں، اور واقعی

ایک زمانہ گذرا ہے (جو ابھی ختم نہیں ہوا ہے) کہ برطانی استعمار بلکہ پورے یورپ کے استعمار کے اثر سے ہمارے یہاں تعلیم گاہوں میں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم عام طور پر وہی دی جارہی تھی اور لوگ اس تعلیم کی طرف متوجہ ہورہے تھے جس کی وجہ سے ان کے خیالات مستشرقین کے خیالات سے بہت زیادہ متاثر ہورہے تھے۔

کئی سو سال پہلے یورپ نے ترکی امپائر اور مسلمانوں سے مسلسل شکست کھائی ہے، اور انھوں نے مسلسل شکست کھانے کے بعد یہ سمجھا کہ طاقت کے زور پر ہم مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے، اس لئے ہمیں طریقہ بدلنا چاہئے، باقاعدہ انھوں نے اس پر غور کرکے اسکیم بنائی۔ اور اپنے آدمیوں کو علوم اسلامیہ اور علوم مشرقیہ پر تیار کیا کہ وہ علوم مشرقیہ اور علوم اسلامیہ کے ماہر بنیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب ثقافت، تاریخ اور سیرت کے مضامین پر وہ تیار ہوں اور ان میں اتھارٹی (AUTHORITY) ہوجائیں یعنی وہ مقام حاصل کرلیں کہ ان کی بات کو بہت ہی قوی اور اہم سمجھ کر اختیار کریں۔ پھر انھوں نے اپنے انہی علوم کی مدد سے اسلام کے نقشہ کو بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی، اور مسلمانوں کے عروج کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد حاصل ہوا تھا اور مسلمان دنیا کی ایک اعلیٰ قوم بن گئے تھے، ان کے عروج کو انھوں نے اس شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی کہ وہ ایک زبردستی کی بات تھی کوئی اہم بات نہیں تھی۔ اس کے علاوہ سیرت کے واقعات کو اس طرح پیش کرنے کی کوشش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عام لیڈر سمجھے جائیں، جیسے دنیا کی دوسری قوموں کے لیڈر اٹھے اور اپنے ملک کو انھوں نے ترقی دینے کی کوشش کی اور قوم کو تیار کیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کو ایک ایسی قوم بنانے کی کوشش کی جو دانشمند اور ترقی یافتہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کارنامہ بدل کر ایک عام لیڈر کا کارنامہ بنادیا۔ اور ساتھ ہی تعریف بھی کی جس سے پڑھنے والا متاثر ہوتا ہے کہ دیکھو کتنا منصف آدمی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے۔ اور اونچے الفاظ میں ان کو یاد کرتا ہے اور ان کی ترقی اور کامیابی کو سراہتا ہے لیکن دوسروں کی نظر اس پر نہیں جاتی تھی کہ ان سب کی بنیاد وہ یہ قرار دیتا ہے کہ انھوں نے یہ سب اپنی کوشش اور ہنرمندی سے کردیا جیسے دنیا میں سیاسی لیڈر کوشش کرتے ہیں یا سماجی کام کرنے والے کوشش کرتے ہیں، نبوت وحی الٰہی اور خیر امت یہ سارے تصور اس کے بعد مٹ جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید کی بہت تعریف کی، اس کو

ایک غیر معمولی کلام قرار دیکر یہ اشارہ دیتے تھے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے، آپ فصیح وبلیغ آدمی تھے، انھوں نے اپنی فصاحت اور بلاغت سے یہ کلام تیار کیا، یہ آسمانی کتاب نہیں ہے، (یہ نہیں لکھا کہ آسمانی کتاب نہیں ہے) بلکہ اس کو اس طرح پیش کرتے تھے کہ آدمی آخر میں سمجھے کہ یہ آسمانی کتاب نہیں ہے،

مستشرقین نے اس کام کو انجام دیا اور یہ پورے منصوبے کے ساتھ ہوا، اور مسلمانوں کے خیالات اس تعلیم کے اثر سے بدلتے چلے گئے وہ معجزات کا انکار کرنے لگے، ہمارے فضلاء جو یونیورسٹیوں اور کالجوں سے پڑھ کر نکلتے تھے معجزات کا انکار کرنے لگے کہ معجزہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اور پھر قرآن کی ان آیات کی تاویلیں کرنے لگے جن سے معجزہ ظاہر ہوتا ہے، کہہ دیا کہ ہدہد ایک فوجی افسر تھا۔ اس کا نام ہدہد تھا جیسے لوگ جانوروں کے نام رکھ لیتے ہیں اسی طرح اس کا نام "ہدہد" تھا وہ ایک جرنیل تھا پرندہ نہیں تھا اسی طرح اجنہ کے متعلق یہ نہیں مانتے کہ وہ کوئی الگ مخلوق ہے، بلکہ یہ ثابت کیا کہ عربوں کا ایک قبیلہ اس نام سے تھا خلاصہ یہ ہے کہ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ یہ کام ہوا۔ اور استعماری طاقت نے اپنے زور سے ایسے لوگ تیار کرکے پھیلا دیئے، کئی صدیوں تک یہ کام ہوا ہے اور مسلمانوں کی کئی نسلیں خراب ہوکر بگڑ گئیں، ان کے عقیدے خراب ہوگئے، بڑے بڑے فاضل جو اپنے فن کے امام سمجھے جاتے تھے۔ یونیورسٹی اور کالج سے پڑھ کر نکلے تو ان کے عقیدے خراب تھے۔ مولانا علی میاں ندویؒ نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا "میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے کتنے ایسے آدمی دفن ہوئے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے تھے، اسلام نہیں رکھتے تھے، اور جو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے لائق نہیں تھے۔ لیکن چونکہ مسلمان نام تھا اور اسلام کو مانتے تھے اس لئے دفن ہوئے"۔ دراصل یہ ایک سازش تھی اس سازش سے لوگوں کے ذہنوں کو بگاڑا گیا اور بدلا گیا۔ مولانا نے اس زمانے میں بھی جبکہ وہ دور ختم نہیں ہوا تھا۔ اور اب بھی پوری طرح ختم نہیں ہوا ہے، کوشش کی کہ ان کے ذہنوں کو درست کیا جائے، جن کو مغربی استعمار نے اور مستشرقین نے بگاڑا ہے، ان کی کتابوں نے بگاڑا ہے، ظاہر ہے ان کی کتابوں سے اور ان افکار سے جو ان کتابوں میں تھے یہ نقصان پہونچا تھا۔ مولاناؒ نے کہا کہ ان کے مقابلے میں ہمیں کتابیں لانی چاہیئے، ان کے مقابلے میں ہمیں ایسی باتیں پیش کرنی چاہیئے جن سے لوگوں کے ذہن صاف ہوں، مولاناؒ اس کے بڑے قائل تھے کہ ایسی کتابوں کو عام کیا جائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ راغب کیا جائے کہ اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اس کے لئے لائبریری بڑی اہم جگہ ہوتی ہے، جس میں لوگ آتے ہیں اور مطالعہ کرتے ہیں مطالعہ کے بعد ان کے ذہن صاف ہوتے ہیں۔

مریم جمیلہ (MARYAM JAMEELAH) ایک یہودی خاتون تھیں وہ مسلمان ہوئیں اور انھوں نے کتابیں لکھیں جس میں مستشرقین کے خیالات کا زبردست توڑ پیش کیا، اس کا بڑا اثر پڑا۔ خود لیوپولڈ ویس (LEOPOLD WEISS) جو آسٹریلیا کے ایک جرنیل مزاج، بڑے فاضل تھے وہ مسلمان ہوئے اور اپنا نام محمد اسد رکھا انھوں نے کتابیں لکھیں انکی ایک کتاب "ISLAM ON THE CROSS ROAD" ہے، اس کتاب کا بھی بہت اثر ہوا۔ لوگوں کو اس وقت معلوم ہوا کہ یورپ کی اس سازش نے کتنے آدمیوں کو بگاڑا ہے، ان کتابوں سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگوں کے ذہن بدلے، ڈاکٹر علامہ اقبال کی شاعری سے بھی بڑا فائدہ پہونچا۔ انھوں نے مغربی تمدن اور مغربی افکار پر چوٹ پہونچائی انھوں نے بتایا کہ یہ سب غلط اور سازشی افکار ہیں، سائنس کی ترقی میں کوئی شبہ نہیں۔ اس میں ان کو بڑی داد دینی پڑتی ہے کہ سائنس میں انھوں نے بہت ترقی کی، لیکن سائنس عقیدوں کو نہیں بگاڑتی۔ یاد رکھئے نہ سائنس عقیدے کو بگاڑتی ہے اور نہ یہ دنیاوی علوم بگاڑتے ہیں۔ صرف سماجی علوم لوگوں کو بگاڑتے ہیں، یورپ کے مستشرقین نے سماجی علوم میں کام کیا اور اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کیا، یورپ سے آئی ہوئی سائنس نے نقصان نہیں پہونچایا۔ لوگوں نے شروع میں یہ سمجھا تھا کہ سائنس نقصان پہونچاتی ہے اور سائنس کی ہیبت سے مسلمانوں میں بہت سے ملحد ہوگئے۔

چنانچہ حضرت مولانا کو بڑی فکر تھی کہ لوگوں میں کتابیں پھیلائی جائیں تاکہ لوگوں کے افکار درست ہوں اور ذہنوں میں جو کجی آگئی ہے وہ دور ہو، حضرت اس کو بہت پسند فرماتے تھے کہ لائبریریاں قائم ہوں جس میں ایسی منتخب کتابیں رکھی جائیں جن سے لوگوں کے ذہن صاف ہوں، مسلمان خیر امت ہیں مسلمانوں کو اس بات پر فخر ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ اسی وقت صحیح ہے جب ان کا عقیدہ بھی صحیح ہو ان کا نقطۂ نظر بھی صحیح ہو اور ان کی نظر بلند ہو اور وہ کتاب وسنت سے ماخوذ ہوں وہ کسی کافر کے فکر سے متاثر نہ ہوں اس لئے یہ بڑی فال نیک ہے کہ لائبریری قائم ہوئی اور حضرت مولانا علی میاں ندوی علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب کی گئی۔ اس نسبت کا فائدہ ضرور ہوگا، اس لائبریری میں ان کی کتابیں رہیں گی اور جو ان کی تمنا تھی اس تمنا کے مطابق اس میں لٹریچر رکھا جائے گا اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اس طرف راغب کیا جائے گا، انشاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔ ہم دعا گو ہیں کہ یہ کوشش کامیاب ہو اور اس سے وہ فائدہ ہو جو حضرت مولانا علیہ الرحمہ کے پیش نظر تھا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تعلیمی نظام میں تبدیلی قدیم سامراجی منصوبہ

تحریر: مولانا سید محمد واضح رشید ندوی

صلیبی جنگوں کے دوران مغربی دنیا کو یہ تجربہ ہوا کہ مسلمانوں کا شیرازہ خواہ کتنا ہی منتشر ہو اور ان کے باہمی اور داخلی اختلافات ونزاعات خواہ کتنے ہی سنگین ہوں، لیکن جب ان کے مشترک دشمن کی طرف سے جنگ مسلط کی جاتی ہے تو وہ متحد ہو جاتے ہیں، ان کی ایمانی غیرت وحمیت بھڑک اٹھتی ہے، اور خدا کے راستے میں شہید ہو جانے کا شوق و جذبہ ان کے دلوں میں موجزن ہو جاتا ہے بعض مغربی رہنماؤں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ پورا یورپ متحد ہو کر بھی مسلمانوں کی ایک چھوٹی جماعت کے پائے ثبات میں ذرا بھی تزلزل پیدا نہیں کر سکتا جس کے اندر ایمانی غیرت وحمیت کا جذبہ موجزن ہو، چنانچہ مغربی دنیا کے رہنماؤں نے اس ایمانی طاقت وقوت کی رگوں کو کاٹنے، اور اس کے سرچشموں اور سوتوں کو خشک کرنے کے لئے تعلیم وتربیت کا طریقہ اختیار کیا تاکہ نئے اقدار وروایات کا بیج بو کر عقلاء، دانشوروں اور مثقفین کو ان کے روایتی اقدار وروایات سے ہٹا دیا جائے اور وہ اپنے آباء واجداد اور اسلاف کے طریقہ کار کو بھول جائیں، چنانچہ مغربی دنیا نے اسکولوں، کالجوں اور تعلیمی اداروں کا ایک جال پھیلا دیا، اس کے لئے انھوں نے ایک خاص نصاب تعلیم تیار کیا جس میں ایسے مضامین شامل کئے گئے جس سے تعلیم حاصل کرنے والے مسلم طلبہ اپنی روشن تاریخ اور شاندار ماضی کی طرف سے بدگمان ہوں اور اس کی طرف ذلت و حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھیں اور اسلامی تشخص کے اہم عناصر سے محروم ہو جائیں، اس نظام تعلیم وتربیت کے اثر سے ان کے قلب ونظر اور ذہن ودماغ میں فساد پیدا ہو، ان کی عقلیں مغرب اور مغربی تہذیب و مدنیت کی چمک دمک سے مسحور ومرعوب ہوں وہ اس کے گرویدہ اور رسیا بن جائیں، اور پھر تعلیم سے فراغت کے بعد مغرب ان کو اپنے سامراجی منصوبوں کی تکمیل کے لئے استعمال کرے یا پھر اپنے ملک اور معاشرہ میں مکمل طور پر ان کو ضم کر لے اور وہ اپنے معاشرہ سے الگ تھلگ ہو جائیں۔

مغربی دنیا کا تیار کردہ نظام تعلیم وتربیت ایسی کتب پر مشتمل ہے، جن میں اسلام اور اسلامی عہد پر حملہ کیا گیا ہے۔

اس ثقافتی یلغار میں تمام سامراجی برابر ہیں، چنانچہ فرانس نے انیسویں صدی کے اپنے ناجائز مقبوضات الجزائر، مالی، سینگال، لبنان، شام اور دیگر ملکوں میں یہی روش اختیار کی، برطانیہ نے مصر میں یہی طریقہ اختیار کیا، اس نے مصر کے اسکولوں، مدرسوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنی زبان رائج کر دی، اپنی تہذیب عام کی اور ذہنوں مین قومی تہذیب کی تحقیر بٹھائی۔

ہندوستان میں بھی برطانیہ نے یہی کیا، بڑی حد تک انگریزی زبان کو تہذیب وثقافت اور عام بول چال کی زبان بنانے کی کوشش میں کامیاب ہو گیا، حالانکہ خود ہندوستان بہت سی مقامی ترقی یافتہ زبانوں کا گہوارہ ہے۔

مغربی سامراج نے عیسائی مذہب کی تبلیغ واشاعت کی ہمت افزائی کی، عیسائی مبلغین کو ہر طرح کی سہولت بہم پہونچائی، مستشرقین کی کتابوں کو فروغ دیا، اور ان کو بہت سے اختیارات دیدیے تاکہ آسانی کے ساتھ مقامی عقائد اور قومی تہذیبوں کے خلاف اپنی تخریبی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں۔

اس ثقافتی یلغار کا پہلا تجربہ یہ کیا گیا کہ مسلم طلبہ کو یوروپین یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا، لیکن یہ تجربہ مکمل طور پر مفید ثابت نہیں ہوا، تو عیسائی مشنریوں نے اسلامی ملکوں مین تعلیمی ادارے

قائم کرنے کی اسکیم تیار کی تاکہ ایک بڑی تعداد ان اداروں میں تعلیم حاصل کر سکے، سب سے پہلے یہ رائے ''دانیال بلس'' Danial Bliss اور ''ڈاکٹر ولیم ٹامسن'' William Tomson نے دی تھی، جنھوں نے ۱۸۶۱-۱۸۶۲ء میں اسلامی ملکوں میں اسکول اور کالجز قائم کرنے کے سلسلے میں غور کیا، تاکہ بیک وقت خود مسلمانوں میں سے عیسائی مذہب کے مبلغ و داعی تیار کئے جا سکیں اور بڑی تعداد میں لوگوں کو متاثر بھی کیا جا سکے، ان دونوں کا اس پر اصرار تھا کہ ان تعلیمی اداروں میں تمام کے تمام ٹیچرس اور اساتذہ عیسائی مبلغین ہی رکھے جائیں، چنانچہ اس تجویز کے مطابق ترکی، شام، مصر، لبنان اور عراق میں اسکول اور کالجز کھولے گئے اور ان اداروں کی طرف لوگوں کا زبردست رجحان ہوا، عیسائی مبلغین کی زیادہ تر توجہ اونچے گھرانوں اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی طرف تھی، اس لئے کہ ملک کے حکمراں اور رہنما انہی گھرانوں میں تیار ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی دنیا کے رہنماؤں نے مسلم نوجوانوں کے ذہن ودماغ اور قلب ونظر کو تعلیم کے ذریعہ بدلنے پر کتنا زور دیا ہے اور اس مقصد کے حصول میں عیسائی مبلغین کا کیا رول رہا ہے:-

صموئیل زویمر Samuel Zweimer (۱۸۶۱-۱۹۰۲ء) جو امریکی ہے، اپنی ایک رپورٹ میں کہتا ہے جو اس نے ۱۹۲۴ء میں ہونے والی عیسائی مبلغین کی کانفرنس میں پیش کی تھی:

''یہ ضروری ہے کہ ہر میدان میں ساری توجہ مسلمانوں کی چھوٹی نسل پر دی جائے اور ساری جدوجہد اسی نسل کے درمیان دائر رہے تاکہ ان کا احاطہ کیا جا سکے اور براہ راست ان سے رابطہ قائم رہے، یہ بھی ضروری ہے کہ اسلامی ملکوں میں تمام دوسرے کاموں پر اس کو مقدم رکھا جائے، اس لئے کہ نئی نسل میں اسلامی روح کی روشنی بچپن ہی سے شروع ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی چھوٹی نسل کا شعور پختہ ہونے سے پہلے اس پر بھرپور توجہ دی جائے۔''

زویمر اپنی ایک دوسری رپورٹ میں جو اس نے عیسائی مشنری کانفرنس میں پیش کی تھی اپنے مشن کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے:

''تمہارا مشن اسی پر ختم نہیں ہو جاتا کہ مسلمانوں کو عیسائی مذہب میں داخل کر لو، یہ تو ان کے لئے ہدایت اور باعث شرف بات ہو گی، بلکہ تمہارے مشن کا مقصد یہ ہے کہ تم مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دو کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق باقی نہ رہے، نتیجۃً ان اقدار وروایات سے بھی ان کا تعلق ختم ہو جائیگا جن پر قومیں اپنی زندگی میں بھروسہ کرتی ہیں۔''

مسٹر ٹاکلی Takle کہتا ہے:

''یہ ضروری ہے کہ ہم اسکولوں اور مدارس قائم کرنے کی ہمت افزائی کریں، خصوصاً مغربی تعلیم پر ابھاریں، بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ انگریزی زبان سیکھنے سے ان کا ایمان واعتقاد متزلزل ہو گیا، اس لئے کہ مغربی درسی کتب کسی مشرقی مقدس کتاب پر ایمان واعتقاد کو مشکل بنا دیتی ہیں۔''

لویس ماسینیون Massignon کہتا ہے:

''وہ مشرقی طلباء جو فرانس تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں ان کو عیسائی رنگ میں رنگنا ضروری ہے۔''

عیسائی مبلغہ انا مالیگاں Anna Milligan اونچے گھرانوں کی مسلم لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے:

''اسلام کے قلعہ تک پہنچنے کا راستہ اس تعلیم سے مختصر کوئی راستہ نہیں ہو سکتا، بلاشبہ یہ تعلیم نئی نسل کو عیسائی مذہب سے متاثر کرنے کا ایک طاقتور مؤثر ذریعہ ہے، اس طریقے سے جو اثر ڈالا جائیگا وہ دائمی ہوگا، یہاں تک کہ وہ لوگ بھی متاثر ہو جائیں گے جو عنقریب اپنے ملکوں کے رہنما بنیں گے۔''

گب Gibb تعلیم کے نتائج کے متعلق کہتا ہے:

''ان اسکولوں اور تعلیم گاہوں نے طلباء کے اخلاق کو ایک خاص رنگ میں رنگ دیا، ان کے ذہن ومذاق کو تیار کیا، اور سب سے اہم نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ان اسکولوں اور مدرسوں نے طلبہ کو یورپین زبانیں سکھا دیں جس کے بعد وہ زندگی میں براہ راست یورپین فکر اور طرز حیات اپنا سکیں، اور ان اثرات کو قبول کر سکیں جو ایام طفولیت میں ان کے ذہن و دماغ پر مرتب ہوتے ہیں۔''

گب کہتا ہے:

''صحافت اور عصری تعلیمی اداروں کے ذریعہ جاری ہماری تعلیمی وثقافتی سرگرمیوں نے شعوری یا غیر شعوری طور پر مسلمانوں پر ایسا اثر ڈالا ہے کہ وہ بڑی حد تک لادینی ہوگئے ہیں۔''

یہ ثقافتی یلغار علانیہ طور پر اسلام کے سرچشموں کی طرف منتقل ہوگئی، چنانچہ ''گلاڈسٹوں'' Gladstone (۹۸-۱۸۰۹) نے یہاں تک جرأت اور گستاخی کی کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ مین قرآن شریف ہاتھ میں اٹھا کر کہا:

''جب تک یہ کتاب زمین پر باقی ہے ہم مسلمانوں کو محکوم نہیں بنا سکتے۔''

کرومر Cromer (۱۸۴۱-۱۹۱۷ء) نے جو مصر میں انگلینڈ کا نمائندہ تھا، کہا ہے:

''میں تین چیزیں مٹانے کے لئے آیا ہوں: قرآن، کعبہ اور ازھر۔''

مشرق میں عیسائی مبلغین کا رہنما ڈاکٹر زویمر کہتا ہے:

''ابتدائی اسکولوں میں تعلیمی پروگرام کی تقریباً نصف صدی پوری کرلینے کے بعد سامراجی سیاست نے مدرسوں سے قرآن کو خارج کردیا، پھر تاریخ اسلام کو نکال دیا، اور اس طرح ایک ایسی نسل تیار کی جو مادیت پرست، تذبذب اور فکری وذہنی اضطراب میں مبتلا تھی، جسے نہ اپنے عقیدہ پر ایمان ویقین تھا، اور نہ ہی دین کا پاس ولحاظ اور ملک کی آزادی کا خیال تھا۔''

ڈاکٹر واٹسن Watson کہتا ہے:

''ہم مدارس اسلامیہ میں قرآنی تعلیم کے نتائج پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں، ہم کو مدارس اسلامیہ سے بڑا خطرہ لاحق ہے کیونکہ قرآن اور اسلامی تاریخ یہ دونوں بڑے عظیم خطرے ہیں جن سے عیسائی مشنری کو خوف لاحق ہے۔''

الجزائر کے ایک عالم نے شکایت کی

''علوم دینیہ کی تعلیم اس شرط کے ساتھ دی جا سکتی ہے کہ استاذ کسی ایسی آیت یا حدیث کی تفسیر وتشریح نہ کرے جو ''جہاد'' سے متعلق ہو، اور نہ فقہ کی کتابوں میں جہاد سے متعلق ابواب میں سے کچھ پڑھائے، مشرق میں ان لوگوں کا پروپیگنڈہ جب عام ہوگیا، مسلمان لفظ جہاد سے نفرت کرنے لگے'' اس مقصد سے یورپ نے ایسے افکار ونظریات کی تائید کی جو جہاد کی ضرورت سے انکار کریں، اور ایسے مفکرین کی ہمنوائی کی جو اس کو باطل قرار دیں، شوق جہاد اور حمیت اسلامی کو ختم کرنے کے لئے وسائل اختیار کریں۔

یہ مغربی قائدین اس نتیجہ پر پہونچے کہ ان کے سامراجی اغراض ومقاصد اسی وقت حاصل ہوسکتے ہیں جب مسلمانوں کا ان کے شرعی اور دینی مصادر وماٰخذ سے تعلق ختم کردیا جائے، چنانچہ ان لوگوں نے اس مقصد کے حصول وتکمیل کے لئے متعدد طریقے اختیار کئے مثلاً:

۱۔ فصیح عربی زبان کے خلاف تحریک، مدارس قرآنیہ کی تحقیر، اہل دین کے بارے میں حقارت کے احساسات کو فروغ دینا۔

۲۔ شرعی اور دینی مصادر وماٰخذ کے تئیں ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

۳۔ ان مصادر وماٰخذ میں علمی وتاریخی مسائل کھڑے کرنا۔

۴۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وشخصیت اور صحابہ کرام کی سیرت پر کیچڑ اچھالنا۔

۵۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی کارناموں پر حملے، مسلمانوں کے مختلف مسلکوں کے ماننے والوں میں کشمکش پیدا کرنا وغیرہ۔

مغرب کے پریس نے موضوعی تحقیق کے نام پر قرآن، حدیث، اسلامی تاریخ، دعوت اسلامی، مسلمانوں کے طرز زندگی اور اسلامی تہذیب وتمدن پر ایسے مقالات اور تحقیقات شائع کئے جو دلوں میں دین اسلام سے نفرت وکراہیت پیدا کریں، اور ذہنوں میں شکوک وشبہات داخل کریں، اور یہ مقالات اور تصنیفات اعلیٰ تعلیم کے نصاب درس میں شامل کی گئیں، صرف یوروپین یونیورسٹیوں ہی میں نہیں بلکہ اسلامی ملکوں کی تعلیم گاہوں میں بھی، اور حکمرانوں نے ان لوگوں کی ہمت افزائی کی جو ایسی تحقیقات پیش کریں جو دینی جذبات کو مجروح کریں، یا مقدسات اور مسلمات کے بارے میں شکوک پیدا کریں، یا مسلمانوں میں ہیجان پیدا کریں۔

مغرب نے اپنے مقاصد ایسے نظام تعلیم وتربیت کے ذریعہ حاصل کئے جن کی بنیاد ایک طرف خالص علمی اور عقیدہ واخلاقیات سے خالی تھی تو دوسری طرف ان کی بنیاد قدیم سے بغاوت پر تھی، چنانچہ اس نظام تعلیم وتربیت کے اثر سے ایک ایسی علمی نسل وجود میں آئی جو

روحانیت سے خالی تھی اور اپنے اسلاف کی ''میراث'' کی باغی تھی، یعنی اسلامی تہذیب ومدنیت، اقدار وروایات، عقائد اور اسلامی سلوک کی باغی تھی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں اپنی کتاب اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش میں تحریر فرماتے ہیں: ''یورپ سے تعلیم پاکر آنے والے عرب فضلاء کی حالت یہ تھی کہ مغربی روح ان کے اندر پوری طرح سرایت کرچکی تھی، وہ اسی کے دماغ سے سوچتے تھے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسی کے پھیپھڑوں سے سانس لیتے تھے، وہ اپنے مستشرق اساتذہ کی صدائے بازگشت بن کر وہی خیالات ونظریات پورے یقین ووثوق اور پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنے ملک میں پھیلانے کی کوشش کرتے، دنیا کے کسی گوشہ میں اگر کوئی مستشرق کوئی نظریہ یا خیال پیش کرتا تو مصر میں نہ صرف اس کی حمایت کرنے والا بلکہ پورے خلوص اور پورے زور قلم اور انشا پردازی کے ساتھ اسکا شارح اور داعی کوئی نہ کوئی ادیب اور مفکر اسی وقت مہیا ہو جاتا، مثلاً قرآن مجید کا انسانی تعبیر ہونا، دین وسیاست کی تفریق، اسلام کی نظام حکومت سے یکسر بے تعلقی، سیکولرزم کی دعوت، حدیث کی قیمت اور حجیت سے انکار، سنت کی صحت سے انکار۔

اسی سلسلے میں W.C. Smith اپنی کتاب اسلام ان ماڈرن ہسٹری Islam in Modern History میں لکھتا ہے:

''بہت سے مسلمان نوجوانوں نے مغرب کا سفر کیا اور یورپ کی اسپرٹ اور اقدار سے انھوں نے واقفیت حاصل کی اور ایک حد تک وہ اس کے گرویدہ ہوئے، یہ بات ان طلباء پر خصوصیت کے ساتھ صادق آتی ہے جو یورپ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم وتربیت حاصل کرتے رہے ہیں۔''

یوروپین فکر کے موافق تیار ہوئی یہ نئی نسل ایک طویل عرصہ سے پوری دنیا میں قیادت اور اثر ورسوخ کی اہم جگہوں پر فائز ہے، جو ہر اس چیز پر ایمان رکھتی ہے جس کی مغرب تلقین کرتا ہے، یہ نسل مغرب کے مقاصد کی تکمیل میں لگی ہوئی ہے، اور یہ یوروپین مدارس مسلسل 'مثقفین' کی کھیپ کی کھیپ تیار کررہے ہیں اور اکثر مسلم ملکوں کی قیادت اور اس کی تعلیم گاہوں میں نئی نسلوں کی ذہنی تربیت کی ذمہ دار ہے۔

گذشتہ بیس سالوں میں عالمی سطح پر رونما ہونے والے واقعات نے عالمی مسائل کے تعلق سے مغربی ملکوں کے موقف نے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کردئے ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ کھلے ذہن سے مطالعہ کرنے والوں کے ذہن میں مغرب کی افترا پردازیاں، بہتان تراشیاں، مکروفریب اور جھوٹ عیاں ہونے لگا ہے اور متعدد اہل فکر نے ان پر تنقید شروع کردی ہے، اہل قلم مغربی حکمرانوں کی مشرق کے ساتھ اور خاص طور پر مسلم ملکوں کے ساتھ بدسلوکی اور عالمی مسائل حل کرنے میں ان کے دوہرے معیار نے عوام کے ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کرنا شروع کردیا ہے، ان کا مشاہدہ ہے کہ خود ان کے ملکوں کے حکمراں مغرب کے حلیف اور مؤید ہیں اور وہ عوام کے ساتھ جبر وقہر کا معاملہ کررہے ہیں، اور وہ اپنی قوم کے مسائل حل کرنے میں، ان کے ناموس ووقار کے دفاع میں اور ملک کی امن وسلامتی کے دفاع میں ناکام ہو چکے ہیں، اور جن تحریکوں نے ملک کے چھینے ہوئے وقار اور عظمت کو دوبارہ واپس لانے کی کوشش کی وہ ظلم وزیادتی اور قید وبند سے دوچار ہورہی ہیں، حق کا اعلان کرنے والے اور اصلاح کی کوشش کرنے والے ظلم کا شکار ہورہے ہیں۔

اس صورت حال کا احساس عصری دانشگاہوں اور یونیورسٹیوں کے ان فارغین کو زیادہ ہوا جن کے دلوں میں دینی غیرت وحمیت اور خودداری کا جذبہ موجزن تھا، جیسا کہ دینی درسگاہوں کے تعلیم یافتہ افراد کو احساس ہوا، اسی احساس وشعور اور جذبہ نے دونوں خیموں کے درمیان دینی غیرت اور قومی حمیت کا پل قائم کردیا، جن کو سامراجی تعلیم نے دو مخالف کیمپوں میں بانٹ رکھا تھا۔

ان واقعات نے جن سے دلوں اور ذہنوں میں انقلاب پیدا ہوا جو فطری تھا، مغربی ملکوں کو یہ وارننگ دی کہ ثقافتی اور فکری یلغار کے راستے سے نئی تعلیم وتربیت کے ذریعہ جو کوششیں کی گئیں تھیں وہ سراب ثابت ہوتی جارہی ہیں اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں اسلامی بیداری کی لہر نے مغربی ملکوں کے اس اعتقاد کو غلط ثابت کردیا کہ دلوں میں ایمان ویقین کی چنگاری بجھ چکی ہے، اور راہ حق میں قربانی اور

جاں نثاری کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے، چنانچہ مغرب نے پھر وہی اپنا پرانا ہتھکنڈہ "تعلیم" کو استعمال کیا، لیکن اس مرتبہ ساری توجہ اور پورا زور دینی تعلیم کے اداروں پر مرکوز کر دیا ہے جو دراصل اس بیداری کا باعث ہیں، اس نے ان ہی مدارس کو دینی شعور اور اسلامی بیداری کا سرچشمہ سمجھ لیا ہے کہ مدارس اسلامیہ کا نصاب تعلیم اور نظام تربیت ہی اس بیدار مغز اور انقلابی نسل کے ظہور کا ذمہ دار ہے، چنانچہ مغرب نے پوری دنیا میں مدارس اسلامیہ کے خلاف مہم شروع کر دی ہے اور مغربی تسلط سے چھٹکارہ پانے اور حصول آزادی کی جدوجہد کو دہشت گردی قرار دے کر تمام حکمرانوں کی توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول کرا دی جس نے مغربی تسلط واقتدار کو چیلنج کر دیا ہے۔

دینی مدارس کے خلاف موجودہ عالمی مہم حقیقت میں وہی پرانا ہتھکنڈہ ہے جسے مغرب نے یوروپین سامراج پھیلنے سے پہلے آزمایا تھا یہ کوششیں مغرب کے غلط اندازے، غلط فہمی، حقیقت سے عدم واقفیت اور حقائق سے چشم پوشی پر دلالت کرتی ہیں، اس لئے کہ مغربی تسلط سے نجات پانے کی تحریکیں فطری ہیں، اور یہ خود مغربی نظام تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہیں کیونکہ مغرب کی تعلیمی فکر کی بنیاد آزادی ہے اور آزادی مغربی تہذیب کا پہلا نشانہ ہے چنانچہ آزادی پسند تحریکوں کو دہشت گرد گردانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

نصاب تعلیم میں تبدیلی کا مطالبہ، درسی کتب سے غلامی کے خلاف جدوجہد سے متعلق مواد کو حذف کرنے کا مطالبہ، اجنبی اقدار وروایات کی تطبیق کا مطالبہ اور قومی تشخص کے رموز مٹا دینے کا مطالبہ یہ سارے مطالبات وہی پرانی کوششیں ہیں جو انیسویں صدی میں سامراج نے کی تھیں، ان پرانی کوششوں اور نظام تعلیم وتربیت بدل دینے کی موجودہ عالمی کوششوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ اسلامی مدارس کے خلاف موجودہ عالمی مہم دو سو سال پرانے فارمولہ کا اعادہ اور تکرار ہے یہ مہم ظالمانہ اور استعماری کوشش ہے جو قومی بالادستی اور آزادی کے تصور کے منافی ہے۔

(ترجمہ: محمد وثیق ندوی)

ہندی زبان میں ماہنامہ
सच्चा राही (मासिक)
سچا راہی
سماجی • ادبی • دینی • اور تاریخی مضامین پر مشتمل
پیام انسانیت اور قومی اتحاد کا علم بردار
نیا شمارہ منظر عام پر آگیا ہے۔
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ
قیمت فی شمارہ Rs. 9/= اعزازی چندہ Rs. 500/=
سالانہ چندہ Rs. 100/=
نوٹ:۔
چیک یا ڈرافٹ "سچا راہی" لکھنؤ کے نام سے ارسال کریں۔

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان

چند خاص مصنوعات: افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ڈیٹ برفی، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کا زعفرانی حلوہ، بادامی حلوہ، سوہن حلوہ، بادامی سوہن حلوہ، کاجو کتلی، کاجو رول، کیک رک... کے علاوہ کاجو بسکٹ اور دیگر ہر قسم کے بسکٹ خستہ نان خطائیاں۔
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
۳۴۵۷۹۶۶، ۳۴۵۰۰۵۹
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

تعمیر حیات
اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

کتب برائے تبصرہ
تبصرہ کے لئے براہ کرم کتاب کے دو نسخے ارسال کریں، صرف ایک کتاب بھیجنے کی صورت میں تبصرہ شائع نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی کتاب واپس کرنے کی ذمہ داری ادارہ پر ہوگی (ادارہ)

اصلاح معاشرہ

کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ اور مومن کی یہی شان ہے

• مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یاد رکھو! ایک آدمی اگر کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ ہو جاتا ہے تو وہ بھی گناہ میں شریک سمجھا جاتا ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اپنی برادری کو، دوستوں کو ناراض نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کر لیتے ہیں۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ جو دلی میں تھے تبلیغی جماعت انہیں کی طرف منسوب ہے وہ فرماتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ شادی بیاہ میں بھائی بند کو راضی کرتے ہیں، چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں سے دشمنی اور بگاڑ ہوتا ہے ایسے موقعوں پر ان کو سو طرح خوشامد کر کے راضی کرتے اور مناتے ہیں۔ حتیٰ کہ پرجوں کو بھی راضی کرتے ہیں ایسے وقت میں وہ بھی اکڑ جاتے ہیں کہ آج تقریب ہے ہم کچھ لے کر رہیں گے اور آپ ان کو دیکر خوش کرتے ہیں۔ اسی کو مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ قیامت نہیں ہے کہ برادری کو راضی کرتے ہو اور پرجوں کو راضی کرتے ہو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہو۔

کہاں ہے امت!! کہ خدا ناراض ہو جائے تو پرواہ نہیں، رسولؐ ناراض ہو جائے تو پرواہ نہیں، قرآن کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں، حدیث کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں، کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ اور مومن کی یہی شان ہے؟ صحابہ کرامؓ کو تو ہر وقت اسی کی فکر رہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے خوش رکھیں لہٰذا

افسوس! مسلمان کہاں پہونچ چکے ہیں!

غزوۂ تبوک میں جب کہ شدت کی دھوپ کا زمانہ تھا، کھجور بھی پک رہے تھے، منافقین اس غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور تین مخلص صحابی بھی رہ گئے تھے۔ انھوں نے یہ خیال کیا کہ بعد میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیں گے مگر نہیں جا سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم منزل بہ منزل وہاں پہونچ گئے۔ جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو منافقین نے آکر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آپ نے ان کے ظاہر حال پر نظر کرتے ہوئے اولاً قبول فرما لیا۔ پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی قلعی کھول دی اور سب منافقین رسوا ہوئے، مگر یہ تین صحابی جو سچے اور مخلص تھے انھوں نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا صاف صاف اقرار کر لیا کہ اے اللہ کے محبوب! ہمارے پاس سواری بھی تھی اور ہتھیار بھی تھے، سب انتظام تھا۔ کوئی عذر نہ تھا، محض سستی کی بناء پر ہم آپ کے ساتھ نہ جا سکے، اللہ کے محبوبؐ نے اتنی ہی بات پر حضرت کعبؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں جو کہ بدر میں شریک ہونے والے، احد میں شریک رہنے والے، نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ دینے والے سب کچھ تھے، مگر ایک مرتبہ سستی سے جہاد میں نہیں شریک ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم فرما دیا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے، چنانچہ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے مگر نہ تو کوئی ان کو سلام کرتا تھا اور نہ ان کے سلام کا جواب دیتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے تو آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے۔ کعب بن مالکؓ خود ہی نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نہایت رنج والم میں مدینہ سے باہر نکلا، ابو قتادہؓ میرے چچا زاد بھائی تھے اور ہم دونوں میں نہایت محبت تھی میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کو سلام کیا تو انھوں نے جواب تک نہیں دیا اور منہ پھیر لیا۔ میں نے کہا ابو قتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں اور نفاق وشرک کا میرے دل پر کوئی اثر نہیں پھر تم کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے، ابو قتادہؓ نے اب بھی جواب نہ دیا۔ جب میں نے تین بار اسی بات کو دہرایا تو صرف اتنا جواب دیا کہ "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ" یعنی اللہ اور رسول ہی کو خوب معلوم ہے، مجھے بہت ہی رقت ہوئی اور میں خوب ہی رویا، اس کے بعد شہر کو لوٹ کر آیا اور مدینہ کے بازار سے گذر رہا تھا کہ ایک قبطی جو شام سے غلہ فروخت کرنے کے لئے آیا تھا۔ یہ اعلان کر رہا تھا کہ مجھے کوئی کعب بن مالک کا پتہ بتلا دے، لوگوں نے مجھے دیکھ کر میری طرف اشارہ کر دیا۔ چنانچہ وہ قبطی میرے پاس آیا اور غسان کے عیسائی بادشاہ کا ایک خط دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے سردار نے تم پر انتہائی ظلم کر رکھا ہے اور سخت بے وفائی کا معاملہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس ذلت اور ناقدری کی جگہ نہ رکھے، سو اگر تم وہاں سے منتقل ہونا چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری ہر طرح غم خواری اور مدد کریں گے، جب میں نے عیسائی بادشاہ کے اس خط کو پڑھا تو اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میری ایک آزمائش ہے اور اس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ کہ میرے بارے میں کافر لوگ طمع کرنے لگے، پھر میں نے اس خط کو تنور میں ڈال کر نذر آتش کر دیا۔ ابن عابد کی

روایت ہے کہ کعب بن مالکؓ نے اس خط کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے اعراض کی وجہ سے میرا یہ حال ہوگیا ہے اور میں اس نوبت کو پہونچ گیا کہ میری طرف مشرکین رغبت کرنے لگے اور اپنی طرف مائل کرنے کے خواہشمند ہونے لگے، بہر حال کعب بن مالکؓ پر اسی حالت میں چالیس دن گذرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حزیمہ بن ثابتؓ یہ حکم لے کر پہونچے کہ اپنی اہلیہ سے علیحدگی اختیار کرلو۔ انھوں نے پوچھا کہ طلاق دے دوں؟ تو کہا کہ نہیں بلکہ بیوی سے علیحدہ رہیں اس سے ملاقات نہ کریں۔ چنانچہ اپنی بیوی کو میں نے میکے بھیج دیا، الغرض اب بیوی سے بھی جدائی ہوگئی اور پچاس دن تک وہ اسی حال میں تڑپتے رہے کہ زمین باوجود کشادگی کے ان پر تنگ نظر آتی تھی کوئی بھی ان کو اپنا نظر نہیں آتا تھا دنیا ہی ان کے لئے تاریک تھی اور پچاس دن کے بعد قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور ان کی توبہ قبول ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ" (پ ۱۱)

اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ خدا کی گرفت سے پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر بھی خاص توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔

آپ بتلایئے کہ ایک غلطی کی وجہ سے مخلص اور سچے صحابی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیسا عتاب ہوا۔ اور ہم جان بوجھ کر نماز قضا کریں، زکوٰۃ ترک کریں، اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کریں، جھوٹ بولیں، غیبت کریں، بہتان لگائیں، قرآن وحدیث کے احکام سے کوسوں دور ہوجائیں، تب بھی مسلمان ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ آخر یہ کیسے مسلمان ہیں اور یہ کون سی محبت ہے؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

یعنی اے اللہ کے رسولؐ! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم کو محبوب بنائے گا، اور پھر فرماتے ہیں۔ "وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" قسم ہے زمانہ کی تمام انسان گھاٹے میں ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیا، نیک کام وہی ہے جو شریعت سے ثابت ہو اور جو چیز شریعت سے ثابت نہیں اس کو کتنا ہی لوگ کہیں وہ ہرگز نیک کام نہیں ہوسکتا، جو چیز صحابہؓ نے نہیں کیا، تابعینؒ نے نہیں کیا، تبع تابعینؒ نے نہیں کیا، محدثینؒ نے نہیں کیا ائمہ مجتہدینؒ نے نہیں کیا وہ کام نیک نہیں ہے، اصول شرع تو چار ہی ہیں جن سے احکام ثابت ہوتے ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس مجتہدان چاروں دلیلوں کے علاوہ اور کسی چیز سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

آج اگر ہمارا ایمان سچا ہوجائے اور اعمال صالحہ اختیار کرلیں، شادی میں، غمی میں، لینے دینے میں، ملنے جلنے میں، کاروبار میں، صورت میں، سیرت میں، غرض ہر چیز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کریں..... تو آج بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

(بہت سے لوگ بزرگی صرف کرامت کو سمجھتے ہیں اور ہمارے بہت سے حضرات عوام کے سامنے کرامتوں کو اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے یہی سب کچھ ہے اس کے بغیر آدمی بزرگ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اور اکثر عوام کی گمراہی کا سبب بنتا ہے اصل بزرگی اتباع سنت ہے)

حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے آکر کہا کہ فلاں بزرگ ہوا پر اڑتے ہیں اور ایک مہینہ کا راستہ ایک دن میں طے کرلیتے ہیں۔ تو فرمایا کہ وہ تو ایک مہینہ کا راستہ ایک دن میں طے کرتے ہیں اور شیطان مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں طے کرتا ہے تو تم اسی کے معتقد ہوجاؤ، ہوا پر اڑنا کرامت نہیں ہے بلکہ اصل کرامت یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔

ایک بزرگ دریائے دجلہ میں پانی پر مصلی بچھا کر نماز پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں ایک دوسرے بزرگ وہاں آئے اور ہوا پر مصلی بچھا کر نماز پڑھنے لگے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم نے دریا میں نماز پڑھ لی تو کیا ہوا؟ پانی میں مچھلیاں بھی رہتی ہیں۔ اور میں نے ہوا میں نماز پڑھ لی تو کیا ہوا؟ ہوا میں چڑیاں بھی رہتی ہیں، اگر یہ کوئی کمال ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانی اور ہوا میں نماز پڑھتے مگر آپ نے ہمیشہ زمین پر نماز پڑھی اور آپ کا دل عرش پر رہتا تھا، یہ ہے اصل کمال کہ آدمی زمین پر نماز پڑھے اور اس کا دل عرش پر ہو، اور ساری بزرگی اسی میں ہے کہ سنت کی پیروی کرے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ بہت بڑے قطب زمانہ تھے، ان کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا سنت ہے، جو اس کو سنت سمجھ کر کرتا ہے تو یہ اتنی بڑی کرامت ہے کہ سو مرتبہ ہوا پر اڑنا اس کے مقابلے میں کچھ نہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں اتباع سنت ہے، اور اتباع سنت سے قرب ہوتا ہے اور ہوا پر اڑنے سے کچھ بھی قرب نہیں ہوتا۔ اگر ہم سنت کا راستہ اختیار کرلیں تو رحمت کا دروازہ کھل جائے اس لئے ہم کو چاہیئے کہ اپنے کو تبدیل کریں،

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلنے کا پہلا دروازہ توبہ ہے، بغیر اس سے پار ہوئے آدمی آگے نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

وہ مجاہدین ایسے ہیں کہ توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اللہ کی حمد کرنے والے ہیں، خدا کی راہ میں پھرنے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے ہیں اور بری باتوں سے باز رکھنے والے ہیں، اور خدا کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مؤمنین کو (جن میں یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سنا دیجئے (کہ ان سے جنت کا وعدہ مذکور ہے)

اس آیت میں سب صفات سے مقدم توبہ کو فرمایا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے پہلا دروازہ توبہ کو قرار دیا ہے، جس طرح احکام ظاہری میں سب سے مقدم ہے کہ ناپاک آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا اس کے لئے غسل کرتا ہے پاک ہوتا ہے، نماز کے لئے یہ شرط ہے کہ جسم پاک ہو، جگہ پاک ہو کپڑا پاک ہو، تب نماز ہوتی ہے اسی طرح دل کا پاک ہونا بھی ضروری ہے اور توبہ کے ذریعہ دل ہی پاک کیا جاتا ہے، اگر ہم نے سب کچھ پاک کرلیا مگر ہمارا دل ناپاک ہے تو ہماری نماز کیسی ہوگی ظاہر ہے اسی دل کو پاک کرنے کے لئے اور دل کو دل بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۝ (پ ۲۸)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب و دانشمندی سکھلاتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ہی دلوں کو پاک کردیا اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ نفوس کا تزکیہ فرمائیں اور اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے سچے جانشینوں کی صحبت سے لوگوں کے قلوب پاک ہوتے رہیں گے، جو کوئی اللہ والوں کا دامن تھام لے گا اس کا دل بھی پاک ہوجائے گا۔

اب ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جی نہیں لگتا، ناچ گانوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں بری صحبتوں میں وقت گذارتے ہیں اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر اخبار دیکھتے ہیں، قصے کہانیوں کی کتاب کو خوب شوق سے پڑھتے ہیں مگر اللہ کی کتاب کو نہیں پڑھتے اور اللہ والوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے ہمارے مردوں کا بھی یہی حال ہے اور عورتوں کا بھی ہے بچے تو وہ بڑوں ہی سے سیکھتے ہیں۔ ٭

(ماخوذ از روح ایمان)

مدح و مناقب

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

● مولانا ماہر القادری

صدیقؓ آفتاب، عمرؓ ماہتاب ہے ⁂ عثمانؓ حیا کی جان علیؓ بوتراب ہے
اللہ رے! فراستِ مومن کا ارتقاء ⁂ رائے عمرؓ مطابقِ وحی وکتاب ہے
فاروقؓ جارہے ہیں مدینہ سے سوئے شام ⁂ اس شان سے کہ فتح وظفر ہم رکاب ہے
خادم سوار اور خلیفہ پیادہ پا ⁂ اس حسنِ سادگی کا بھلا کیا جواب ہے
اسلام میں عمرؓ کی ہے اک شانِ امتیاز ⁂ یہ حاصلِ دعائے رسالت مآبؐ ہے
وہ زندگی کہ جس پہ فرشتوں کو رشک آئے ⁂ اور اس پہ آخرت کا غم بے حساب ہے
جس دل میں جتنی کھوٹ ہے جس ذہن میں فساد ⁂ اتنا ہی اس طرف سے اُسے اجتناب ہے

ماہرؔ رہے گی سطوتِ فاروقؓ شمعِ راہ
جب تک جہاں میں کشمکشِ انقلاب ہے

دل لگتی باتیں

وقت کی قدر وقیمت

مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اگر امیر ہیں تو اپنی اشرفیوں، اور اگر غریب ہیں تو اپنے پیسوں کو کس قدر عزیز رکھتے ہیں! ہر سکہ کو آپ صرف اسی وقت صرف کرنا چاہتے ہیں، جب اس کے معاوضہ میں آپ کو کسی خاص لذت یا نفع کی امید ہوتی ہے، لیکن خدا کی دی ہوئی اس بڑی نعمت، اور فطرت کی بخشی ہوئی اس بڑی دولت کا کبھی بھی آپ نے حساب کتاب رکھا ہے جس کا نام "وقت" ہے ؟ آپ کو یہ معلوم ہے کہ آج جو کچھ بھی آپ کر رہے ہیں سب "وقت" ہی کے اندر ہو رہا ہے۔ پس اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ کو وقت ہی کے ہر جزء، ہر ساعت، ہر منٹ، ہر لمحہ، ہر پل کا حساب دینا ہوگا۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں ؟

"کل" یہ حساب کوئی دوسرا لے گا، "آج" آپ خود اپنا احتساب کیوں نہ کریں ؟ سال کے تین سو ساٹھ دن اور ہر دن کے چوبیس گھنٹے آخر آپ کن مشاغل میں صرف کرتے ہیں ؟ ان میں کتنا حصہ یاد الٰہی کے لئے نکالتے ہیں ؟ کتنا وقت نماز اور دیگر عبادات میں صرف کرتے ہیں ؟ کتنی دیر خدمتِ خلق میں مصروف رہتے ہیں ؟ کتنا وقت درد مندوں کی غمخواری اور بے کسوں کی دستگیری میں صرف کرتے ہیں ؟ اور پھر کتنا وقت اپنی ذات وصفات کی پرورش، آرائش و نمائش کی نذر کرتے ہیں ؟ کیا ایسا بارہا نہیں ہو لیے کہ آپ نے سارا سارا دن دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں اور ساری ساری رات جلسوں اور تماشوں میں بسر کر دی ہے ؟ کیا ایسا روزمرہ نہیں ہوتا کہ غیر ضروری لغویات کے پیچھے ضروری سے ضروری اور اہم سے اہم فرائض ترک ہوتے رہتے ہیں ؟ عمر کی جو گھڑیاں غیبت و نکتہ چینی، رشک و حسد، کذب و مبالغہ، فخر و غرور، خوشامد و سخن سازی، نفس پرستی و عیش پسندی میں گزر رہی ہیں کیا ان کی بابت کوئی باز پرس نہ ہوگی ؟ زندگی کی جو سانسیں غفلت و سرمستی کے عالم میں سینہ سے گذرتی رہتی ہیں کیا ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا ؟

پھر یہ کیا ہے کہ آپ دنیا کے دوسرے معاملات میں تو بڑے عاقل و فرزانہ اور منتظم و دور اندیش سمجھے جاتے ہیں لیکن وقت کی دولت لٹانے میں آپ کی مسرفانہ فیاضیوں کی داستان اوراقِ لیل و نہار پر جلی حروف میں ثبت ہے ؟

اگر آپ نوجوان ہیں تو آپ کو اپنی اصلاح میں نسبتاً بہت آسانی ہے۔ خدا کے لئے اسی وقت سے وقت کی قیمت پہچاننا شروع کیجئے اور اس کو خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ آپ کی ذات اور آپ کی قوم دونوں کی فلاح و خیر خواہی اسی میں ہے کہ آپ بیکار مشغلوں کو چھوڑ کر اپنا وقتِ عزیز صرف مفید و باکار کاموں کی نذر کریں۔ اور اگر آپ سن رسیدہ ہو چکے ہیں تو آپ کو اس طرف متوجہ ہونے کی اور زیادہ ضرورت ہے، کہ آپ کی پیروی آپ کے چھوٹے ہی کریں گے اور خود آپ کا وقت آخر معلوم نہیں کس وقت آجائے

جو کام آپ کی بساط سے باہر ہیں ان کی بابت یقیناً آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں لیکن جو امور آپ کی وسعت و طاقت کے اندر ہیں اور جو آپ کی توجہ سے انجام پا سکتے ہیں۔ ان پر اگر آپ نے وقت اور پورا وقت نہ صرف کیا تو بیشک آپ سے سوال ہوگا۔ اور اس سوال کا جواب آسان نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے کاموں میں ذاتی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے اس وقت جو شدید ابتری پڑی ہوئی ہے۔ اس کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ ہمارے جوانوں اور بوڑھوں، امیروں اور غریبوں، مردوں اور عورتوں، عالموں اور جاہلوں، شہریوں اور دیہاتیوں غرض کسی طبقہ میں وقت کی قدر وقیمت کا احساس تک نہیں باقی رہا ہے۔

(بقیہ)

عورت کو حیا کی چادر دی اور غیرت کا غازہ بھی بخشا

کسی کو نہ آنے دیں۔ اور کسی ایسے شخص کو (گھر میں) تمہاری اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے دیں جس کا داخل ہونا تمہیں پسند نہ ہو۔ اور کسی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔ اگر وہ کوئی ایسی بات کریں تو تم کو اللہ نے اجازت دی ہے کہ انکی اصلاح کے لئے تنبیہ کر سکتے ہو اور وہ تمہاری اطاعت میں چلیں تو قاعدے کے مطابق ان کا نان ونفقہ تمہارے ذمہ ہے

سو خواتین کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور بھلے طریقہ سے ان کی تربیت کرو۔ اور ماہر القادری کے الفاظ میں ــ

عورت کو حیا کی چادر دی اور غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی کردار کے جوہر چمکائے

دل کی بات

امین الدین شجاع الدین

ایمان پیارا یا جان پیاری ؟

ایمان اور دعوت کی تاریخ کا اگر ہم بغور جائزہ لیں تو ہمیں مختلف موقعوں پر مختلف انجام اور نتائج دیکھنے کو ملیں گے مثلاً قوم نوح، قوم ہود، قوم شعیب، قوم لوط وغیرہ اپنی سرکشی و نافرمانی کی بدولت عبرتناک اور برے انجام سے دوچار ہوئیں، جب کہ دوسری طرف مومنین کی مختصر سی جماعت اور ٹولی پر اللہ کی رحمت و نصرت سایہ فگن ہوئی اور وہ ظالموں کے ظلم و بربریت سے نجات پا گئی ــ حاصل یہ کہ ایمان اور دعوت کی تاریخ میں ایسی مثالیں بھی ہیں کہ جب خدائے قہار و جبار نے سرکش و نافرمان ظالموں کی گرفت فرمائی اور ان پر اپنا ایسا قہر نازل کیا کہ وہ داستانِ عبرت بن گئے اور اسی کے ساتھ ساتھ ایسی نظیریں بھی ہیں کہ مظلوم ایمان والوں کے ساتھ اللہ کی نصرت وحمایت آئی اور وہ فتح و کامرانی سے شاد کام ہوئے۔

لیکن بات اس پر بس نہیں ہو جاتی بلکہ ایمان و دعوت کی اس تاریخ میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ ظالموں اور سرکشوں پر نہ تو قہرِ الٰہی ٹوٹا اور نہ ایمان والوں کو ظاہری اعتبار سے نصرت الٰہی کا کوئی تجربہ ہوا ــ راہ حق کے مسافروں کے سامنے یہ ساری مثالیں پیش کر دی گئیں تا کہ تمام نوعیتیں ان کے سامنے رہیں اور کسی بھی قسم کی صورت پیش آجانے پر وہ پس و پیش میں نہ پڑیں اور صبر و استقامت اور عزیمت کا ثبوت دینے سے دریغ نہ کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ قبولیت اسلام اور دعوت دین کی راہ بڑی کٹھن راہ ہے۔ یہ کانٹوں بھرا راستہ ہے۔ یہاں قدم قدم بلائیں اور آزمائشیں ہیں اور سخت اور کڑی آزمائشیں ہیں، اس راہ میں صرف مال لٹانے کی نہیں، جان گنوانے کی بھی نوبتیں آتی ہیں چنانچہ ایمان لانے والوں اور حق کی دعوت دینے والوں کے سامنے قرآن پاک میں اصحاب الاخدود (سورہ بروج) کا واقعہ بھی صاف لفظوں میں بیان کر دیا گیا یعنی ایک ایسے گروہ کا واقعہ جو اپنے رب پر ایمان لایا، اپنے ایمان کا اس نے برملا اعلان کیا پھر بادشاہ وقت نے انھیں محض اس جرم میں آگ کے گڑھوں میں جھونک دیا کہ وہ اللہ پر ایمان لائے تھے۔ قرآن پاک کے الفاظ میں (ترجمہ) "اور انھیں بس یہ بات بری لگی کہ وہ اللہ پر ایمان رکھیں جو قوت و اقتدار کا مالک اور حمد کا سزاوار ہے"۔ (سورہ بروج)

سورۂ بروج میں قصۂ اخدود کا مطالعہ بتاتا ہے کہ کس طرح ظالموں نے مومنوں کو آگ میں جھونکا تھا اور آگ کے پاس بیٹھ کر تماشا بھی دیکھا تھا اور اس کا لطف بھی اٹھایا تھا کہ کس طرح آگ مومنوں کو جھلساتی، تڑپاتی اور ان کو راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے۔ قرآن ان کے اس وحشیانہ ظلم و بربریت کی گواہی دیتا ہے۔ "ناس ہو کھائی والوں کا، ایندھن بھری آگ والوں کا، جب وہ اس پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ کر رہے تھے، اسے دیکھ رہے تھے ــ" (سورہ بروج)

تو ایمان قبول کرنے والوں اور اسلام کی دعوت کا کام کرنے والوں کے سامنے یہ نظیر بھی پیش کر دی گئی کہ اس دشوار گزار راہ میں کبھی ایسی بھی نوبت آئے گی کہ بظاہر یہ محسوس ہوگا کہ مادی لحاظ سے اور ظاہری اعتبار سے کفر ایمان پر حاوی ہو رہا ہے اور ایمان والے بے بسی اور بے کسی کا مظہر بنے ہوئے ہیں، ایسا مرحلہ نہایت آزمائش کا مرحلہ ہوتا ہے اور آزمائش بھی بڑی سخت اور جانکاہ! ایسا مرحلہ ایمان کی سلامتی کے لئے اللہ کے حفظ و امان اور اس کی پناہ مانگنے کا مرحلہ ہوتا ہے اس مشکل کا مقابلہ اور سامنا کرنا راہ حق کے ایسے مسافروں کے بس کا ہی ہو سکتا ہے جن کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ ہو چکی ہو کہ کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ سارا معاملہ اللہ کے بس میں ہے۔ ان کا کام تو بس یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری اور فریضہ کو نبھاتے رہیں اور اللہ سے ڈرتے رہیں، ساتھ ہی یہ بات بھی ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر

چکی ہو کہ محض ظاہری اور مادی نصرت ہی اللہ کی نصرت نہیں بلکہ اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اللہ ایسے نازک و دشوار حالات میں اپنے مومن بندہ کو ایمان کی ایسی صلابت و پختگی عطا کر دے کہ ظالم کے ہاتھوں ایمان کے "جرم" میں اسے بھڑکتی آگ کے شعلوں میں نذر کئے جانے پر بھی وہ اَحد اَحد پکارتا رہے، شعلے اس کے جسم کو بھسم کر دیں مگر اس کے سینے میں موجود ایمان پر آنچ نہ آئے۔ سخت آزمائشوں میں گرفتار ہو جانے کے باوجود ایمان کی سلامتی کی نیت اور اس کا جذبہ بلا شک و شبہ اللہ کی نصرت وحمایت ہی کی ایک صورت ہے۔ اللہ کی نصرت وحمایت اور اس کی توفیق و تائید کے بغیر ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ مسلمان جان گنوانا گوارا کر لے لیکن ایمان کا سودا اسے منظور نہ ہو۔ جسم کے راکھ بن جانے پر راضی ہو جائے لیکن ایمان کی چنگاری کو بجھنے نہ دے، اس طرح 'مادی' آگ پر 'عشق' کی آگ غالب آجائے، جسم مغلوب ہو جائے لیکن روح غالب رہے اور اس کی شادکام روح اللہ کے حضور اس حال میں پہنچے کہ وہ مومن ہو! ایمان والا ہو! ایسا مومن جس نے آزمائشوں پر صبر کیا اور فتنوں کا پامردی واستقامت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ موت سے کس کو رستگاری ہے لیکن ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس شان سے موت کو گلے لگانا جس کا تذکرہ قصۂ اخدود (سورۂ بروج) میں آیا ہے، بلا شبہ اعزاز اور شرف وامتیاز کی موت ہے۔

ہم مسلمان عقیدۂ آخرت کے قائل ہیں، ضروری نہیں کہ ہمارے ہر عمل کا نتیجہ اس مادی دنیا ہی میں ظاہر ہو، اصل میدان تو آخرت کا میدان ہے اور آخرت کے میدان میں جو سکہ چلے گا وہ ایمان کا سکہ ہوگا، ظالموں اور ظاہر بینوں نے قصہ اخدود کے صاحب ایمان لوگوں کو لٹا پٹا اور تباہ حال سمجھا ہوگا لیکن اپنے ساتھ وہ ایمان کی ایسی دولت اور پونجی لے گئے جو انھیں آخرت میں کام آئے گی، رب کریم انھیں انعام سے نواز رہا ہوگا، خدا کی خوشنودی انھیں۔ اصل ہو رہی ہوگی، فرشتوں کی محفلوں میں وہ یاد کئے جا رہے ہوں گے، فرشتوں کی دعاؤں میں ان کا حصہ لگ رہا ہوگا اور شہادت کو گلے لگانے کے سبب وہ زندہ جاوید ہو چکے ہوں گے۔ سورہ بروج اور اصحاب الاخدود کی روشنی میں غور کیجئے کہ بالآخر کون ہارا اور کون جیتا؟ آگ میں جھونکنے والے یا ایمان کی سلامتی کے ساتھ آگ میں بھسم ہو جانے والے؟

جواب صاف ہے — عقیدہ زندگی پر غالب آیا! ایمان جان پر غالب آیا!! روح جسم پر غالب آئی!!! اس طرح فتح عقیدہ کی ہوئی، جیت ایمان کی ہوئی!

صبر واستقامت کی یہی وہ تعلیم تھی جس کی عملی تربیت کی نظیریں معلم انسانیت ﷺ کی حیات طیبہ میں دکھائی پڑتی ہیں۔ مثلاً شفیق وکریم آقا ﷺ کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ حضرت عمارؓ، حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ پر مکہ کی گھاٹیوں میں ظالم، ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں مگر اس وقت آپ ﷺ بس اتنا ہی فرما رہے ہوتے ہیں "آل یاسر! صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔"

حضرت خباب ابن الارتؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے آرام فرما رہے تھے ہم نے فریاد کی: "آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ سے مدد نہیں مانگتے؟ آپ ﷺ ہمارے لئے دعا نہیں کرتے؟" آپؐ نے فرمایا: تم سے پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ گڑھا کھود کر آدمی کو گاڑ دیا جاتا! سر پر آرا رکھ کر چیر دیا جاتا! لوہے کی کنگھیاں کی جاتیں جن سے گوشت کھرچ جاتا! پھر بھی وہ دین کو سینے سے لگائے رہتا!! اللہ کی قسم! یہ دین قائم ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء (یمن) سے حضرموت تک چلا جائے گا راستے میں اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ ڈر ہوگا تو بس بھیڑیئے کا، بھیڑوں کے سلسلہ میں۔ مگر افسوس تم لوگ جلدی مچاتے ہو! (صحیح بخاری)

ایمان کا نور ایک ایسے چراغ کے مانند ہے جس کی لَو مدھم تو پڑ سکتی ہے لیکن بجھ نہیں سکتی بلکہ اگر اسے بجھانے کی کوشش ہوتی ہے تو ایمان کی یہ چنگاری شعلۂ جوالہ بن جاتی ہے اور ایک مسلمان کے دل و دماغ کو یکلخت روشن اور اس کے ضمیر کو بیدار و منور کر دیتی ہے، کوتاہیوں اور گناہوں کی کثافتوں کی دبیز تہوں کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ جذبۂ ایمان دب جائے یا سرد پڑ جائے لیکن وہ مٹتا ہرگز نہیں! کاش کہ دنیا کو ہم یہ باور کرا سکیں کہ پھونکوں سے ایمان کا چراغ بجھانے کی کوششیں کرنے کے بجائے اچھا ہے کہ وہ خود اس چراغ سے روشنی حاصل کرے! اسلئے کہ تاریکیوں کا علاج اجالا اور نور ہی ہے۔ ☆☆☆

ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا دوآبہ کا دورہ

پیام انسانیت کے جلسوں میں شرکت

● سید محمود حسنی ندوی

"کوئی بھی مذہب کسی برے کام کی اجازت نہیں دیتا، خدا نے انسان کو ہر شئے سے بہتر بنایا ہے اور علم سے نوازا ہے لیکن ہم ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے میں لگے ہیں، یہ سب اس لئے ہے کہ موت کو جو کہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کسی کو انکار نہیں ہم بھلائے بیٹھے ہیں، آج ضرورت ہے کہ ہم سوئی ہوئی انسانیت کو جگائیں، انسانیت مری نہیں ہے زندہ ہے، ہاں سو رہی ہے اور سوئے ہوئے کو جگانا ہی پڑتا ہے، اور انسانیت ایسی عظیم شئے ہے جس کو جگانے کے لئے بڑی قربانیوں کی ضرورت پڑے تو وہ بھی دی جائے، اور پیام انسانیت کی تحریک اسی لئے میدان عمل میں آئی ہے"۔

ان باتوں کی اظہار حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے ۱۱ر جون ۲۰۰۲ء کو شہر مظفر نگر میں واقع ڈی اے وی ڈگری کالج کے آڈیٹوریم میں پیام انسانیت کے ایک بڑے جلسہ میں کیا۔ انھوں نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا کہ آج انسانیت سوئی ہوئی ہے مگر اسے کوئی جگانے والا نہیں مل رہا ہے۔ آج یہ حال ہو گیا ہے کہ صحیح لوگ جن کی تعداد زیادہ ہے وہ بکھرے ہوئے ہیں اور برے لوگ جو کم ہیں لیکن متحد ہیں اور یہی بری ذہنیت کے لوگ سادہ لوح عوام کو بھڑکانے کا کام کر رہے ہیں۔

انھوں نے مزید کہا کہ دیش میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی مذہبی نہیں ہے بلکہ انانیت کی ہے، خود غرضی پر مبنی ہے، اب وقت آگیا ہے کہ ہر انسان اپنا خود محاسبہ کرے اور اپنے اندر سوئی ہوئی انسانیت کو جگانے کی ترکیب کرے اور یہ بات ذہن میں بٹھائے کہ پورے ملک کے عوام میں اور ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے انسانوں میں ایک ہی دن کے اندر انسانیت زندہ نہیں ہو جائے گی لیکن اگر اس کے لئے کوشش کی جاتی رہے تو بہت جلد خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوگا، انھوں نے کہا انسانیت کا تقاضا ہے کہ جانوروں کے ساتھ بھی معاملہ اچھا رکھا جائے۔ اور وہ بھی ظلم کا شکار نہ ہونے پائیں، ظلم کا انجام خواہ وہ کسی کے ساتھ ہو بہت جلد بھگتنا پڑتا ہے۔ تاریخ پر آپ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ حکومتیں ظلم کے ساتھ کبھی باقی نہیں رہ سکیں۔ مولانا کے ان خیالات سے جلسہ کے سبھی شرکاء نے جن میں سابق آئی جی پولیس مسٹر کول، ڈی ایم مظفر نگر آر ایس ورما، مجاہد آزادی ارون تیاگی اور ڈاکٹر ایس یو خان بھی تھے پورا اتفاق کیا، اور بانی تحریک پیام انسانیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی اس سلسلہ میں خدمات کا بھرپور اعتراف کرتے ہوئے ان کے جانشین مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی کی سربراہی میں اس مشن کو آگے بڑھانے کا تہیہ کیا۔

ایک دوسرے پروگرام میں جو کھتولی (ضلع مظفر نگر) میں منعقد ہوا تھا مولانا نے انسان کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے ذاتی مفادات، انا، غرور و تکبر، حسد، کینہ کو بالائے طاق رکھ کر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے کی تلقین کی، انھوں نے مزید کہا کہ آپسی جھگڑے، فسادات اور جنگ کے نتائج ہمیشہ خراب ہوئے ہیں، اور دونوں فریقوں کو پچھتانا ہی پڑا ہے، اور یہ چیزیں ملک کی ترقی میں ہمیشہ حائل رہی ہیں، انھوں نے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ فسادات اور جرائم اس لئے بڑھ رہے ہیں کہ انھیں کوئی روکنے والا نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ صحت مند معاشرہ بکھر کر تشکیل نہیں پاتا بلکہ آپسی تعاون سے وجود میں آتا ہے، تحریک پیام انسانیت کے جنرل سکریٹری جناب انیس چشتی صاحب (پونا) نے لوگوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہندوستان بارود کے ڈھیر پر ہے، اور ذرا سی چنگاری اس کی تباہی کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔

کھتولی کے اس پروگرام میں مولانا اسحاق حسینی ندوی مولانا محمد کلیم صدیقی پھلتی اور سرکردہ صحافی ستندر پال آریہ نے بھی شرکت کی اور اظہار خیال کیا۔

پیام انسانیت کے تحت رکھے گئے ان پروگراموں کا آغاز میرٹھ شہر سے ہوا جس کے داعی مولانا مفتی محمد فاروق صاحب (مہتمم جامعہ محمودیہ میرٹھ) تھے۔ ۸/جون ۲۰۰۲ء کو ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اپنے رفقاء مولانا سید محمد واضح رشید ندوی، مولانا سید اسحاق حسینی، الحاج عبدالرزاق اور جناب شاہد حسین صاحب کے ہمراہ لکھنؤ سے میرٹھ کے لئے روانہ ہوئے، اور مولانا محمد عبداللہ مغیثی مہتمم جامعہ اسلامیہ گلزار حسینیہ اجراڑہ کی دعوت پر اجراڑہ میں قیام کرتے ہوئے شہر میرٹھ تشریف لائے، جہاں مولانا نے پیام انسانیت کے ایک بڑے جلسہ میں خطاب کرتے ہوئے صاف اور واضح طور پر کہا کہ انسان سماجی زندگی گذارنے کا مزاج رکھتا ہے اور یہ زندگی آپس کے تعاون اور ہمدردی ہی سے چلتی ہے اور انسانی سماج اسی تعاون اور آپسی ہمدردی سے پروان چڑھتا ہے ورنہ اگر وہ جنگل کے قانون کی طرح خود غرضی اور آپس کے ٹکراؤ کو اختیار کرلے تو ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور تباہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے پاس راحت اور زندگی کا جو بھی سامان ہے یہ آپس کے تعاون کے نتیجہ میں حاصل ہوا ہے مثلاً ہمارے یہ کپڑے جو ہم پہنتے ہیں اگر روئی کی کاشت کرنے والے کاشت نہ کرتے اور سوت کاتنے والے سوت نہ کاتتے پھر کپڑا بُننے والے کپڑا نہ بُنتے پھر دوکان دار اس کو مارکیٹ میں نہ لاتا، پھر درزی اس کو نہ سیتا تو ہم یہ کپڑا نہ حاصل کر سکتے، نہ پہن سکتے، تو دیکھئے محض یہ کپڑا کتنے آدمیوں اور کام کرنے والوں کے تعاون اور کارکردگی کے بعد حاصل ہوا، اس طرح انسان زندہ رہنے کے لئے دوسرے لوگوں کے تعاون کا محتاج ہے یہ سب خودغرض اور الگ الگ ہو جائیں تو ہماری سہولتوں اور سامان کا ڈھانچہ بکھر جائے اسی طرح ہماری آپس کی شہری یا دیہاتی زندگی ہے یہ سب آپس کے تعاون سے ہی چل رہی ہے اس میں ہم کو امن اور حالات کی درستگی کے ساتھ ایک دوسرے سے تعاون کی ضرورت ہے جو نفرت اور آپسی ٹکراؤ کی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

میرٹھ کے پٹیل منڈپ (ہال) میں تقریر کرتے ہوئے مولانا مدظلہ نے ملک کے لئے میرٹھ کے لوگوں کی قربانیوں کا اور ان کے جوش وجذبہ کا خصوصیت سے ذکر کیا اور کہا کہ وہ وقت جوش کا تھا جوش سے کام لیا گیا، اب وقت ہوش کا ہے اور اس کو سمجھنا چاہئے، یہ جو ظلم وتشدد کا ماحول بنا ہوا ہے اس میں سمجھدار اور پڑھے لکھے لوگوں کو آگے آنا چاہئے انھوں نے کہا کہ میرٹھ کی ملک وملت کے لئے ایک زریں اور ناقابل فراموش تاریخ ہے۔

مختلف پارٹیوں اور دوسرے مذاہب کے نمایندوں نے ملک کی فکر کی طرف توجہ دلائی اور گجرات کے سلسلہ میں جہاں ہولناک جرائم کا سلسلہ جاری ہے یہ رائے عام طور پر دی گئی کہ جو کچھ میڈیا نے پیش کیا اس سے زیادہ مظالم ہوئے ہیں، حکومت اپنے کو اس سے بری الذمہ نہیں قرار دے سکتی اس جلسہ میں بڑے سرکردہ لیڈر، اسکالرز، مذہبی رہنما اور ہزاروں کی تعداد میں عوام شریک ہوئے۔

داعی جلسہ مفتی محمد فاروق نے تحریک پیام انسانیت کا تعارف کراتے ہوئے اس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی اور اس کی خدمات کا بھی تذکرہ کیا، مولانا عبداللہ مغیثی نے انسانی اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے اس کی سب سے بڑی مثال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ کو قرار دیا کہ جب مکہ فتح کرلیا گیا تھا اور کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہؓ جنھوں نے پہلے کلید کعبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے سے سختی سے انکار کر دیا تھا اب وہ خود دینے پر مجبور ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لینے کے بعد انھیں پھر واپس کر دیتے ہیں کہ ان کے دل کو ٹھیس نہ پہونچے۔

جلسہ کو میرٹھ شہر کے میئر شاہد اخلاق نے کنڈکٹ کیا اور ایم ایل اے شاہد منظور اور دوسرے سرکردہ لیڈروں نے اور مختلف مذاہب کے لوگوں نے جن میں ہندو، عیسائی، سکھ، بودھ مذہب کے لوگ تھے شرکت کی، وہاں سے حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی جامعہ محمودیہ تشریف لائے اور وہاں مدرسہ کے ایک پروگرام میں شرکت کی اور صدارتی کلمات ارشاد فرمائے اور وہاں رات

کو قیام بھی کیا، ۱۰/جون کو مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی کی جانب سے منعقد کئے گئے کھتولی اور پھلت کے پروگرام میں شرکت کے لئے کھتولی تشریف لائے اور پھر پھلت گئے جہاں رات کا قیام بھی کیا۔ پھلت ایک بڑی مردم خیز بستی ہے جس کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شاہ اسماعیل شہید سے نسبت حاصل ہے، جو اسلامی تاریخ کے درخشاں باب ہیں اور ناقابل فراموش ہستیاں ہیں، جن کی فکر کی روشنی میں آج بھی برصغیر ہندوپاک میں مسلمانوں کا قافلہ رواں دواں ہے، اور اس کی شعاعیں دوسری جگہوں کو بھی روشنی پہونچا رہی ہیں۔ جناب مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی نے حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی یاد میں مدرسہ شاہ ولی اللہ قائم کیا ہے جو دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ملحق ادارہ ہے۔ مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی اور مولانا سید محمد واضح رشید ندوی صاحب نے اس مدرسہ کے تحت رکھے گئے پروگرام میں خطاب کیا، دونوں بزرگوں نے حضرت شاہ صاحب کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے خصوصیت سے ان کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' اور عربیت سے ان کے لگاؤ اور اس ملک میں مسلمانوں کے ان کے تشخص کے ساتھ بقاء کے لئے تدابیر اور دینی وملی غیرت وحمیت کو بیدار کرنے اور زمانے کے تقاضوں اور حالات کے تغیرات کا لحاظ رکھنے کا خصوصیت سے ذکر کیا اور کہا کہ شاہ صاحب سے مدرسے کا انتساب خود ایک پیغام دیتا ہے۔ مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے ملا نظام الدین فرنگی محلی اور شاہ صاحب کے تیار کئے نصاب کے فرق کو واضح کیا اور اس میں مصادر شریعت کو زیادہ اہمیت دینے کا ذکر کیا۔ اسی طرح شاہ صاحب کی شخصیت میں جامعیت اور عصری تقاضوں کی رعایت پر روشنی ڈالی اس جلسہ میں مولانا عبداللہ صاحب مغیثی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے مولانا محمد کلیم صاحب پھلتی نے حضرت شاہ علم اللہ کے خاندان سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے روابط کا ذکر کرتے ہوئے پھلت اور رائے بریلی کے قدیم تعلق کو بتایا۔ انہوں نے کہا کہ رائے بریلی کے اس حسنی خاندان کے کئی افراد خصوصاً شاہ ابو سعید حسنی اور مولانا محمد واضح حسنی کے نام شاہ صاحب کے بڑے اہم خطوط موجود ہیں، جس سے ان کے گہرے روابط کا پتہ چلتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر سے حضرت سید احمد شہید کا تعلق اور حضرت شاہ اسماعیل شہید اور مولانا محمد یوسف پھلتی وغیرہ کے اس حسنی خانوادے سے تعلق کی یادیں آج بھی تازہ ہیں۔ پھلت کے متعدد افراد نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ جامِ شہادت بھی نوش کیا، اس نسبت سے ہم اس خاندان کے ان بزرگوں کا دل وجان سے استقبال کرتے ہیں۔

۱۱/جون کو مولانا مدظلہ مظفر نگر میں پیام انسانیت کے پروگرام میں شرکت کے بعد بجنور تشریف لے گئے، جہاں انہیں پیامِ انسانیت کے ایک دوسرے اہم جلسے کو خطاب کرنا تھا اور دیگر پروگراموں میں بھی شرکت کرنی تھی۔

بجنور شہر میں منعقد پیام انسانیت کے اس پروگرام کے داعی اس میں مفتی محمد شمعون قاسمی صاحب تھے، تحریک پیام انسانیت کے سربراہ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ایک انسان اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو خراب ہوتا دیکھ کر برداشت سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کے جو بس میں ہوتا ہے وہ کر گزرتا ہے تو کیسے خالقِ کائنات کو یہ بات گوارا ہوگی کہ اس کی بنائی ہوئی چیز خراب کی جائے۔

انہوں نے کہا جو کچھ ظلم ہوا ہے جس نے کیا اس کے اندر کا انسان سو گیا تھا اسے جگانے کی ضرورت ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سے برائی کو روک سکتے ہو تو روکو، ورنہ زبان سے روکو اور آخری درجہ یہ ہے کہ دل سے برا سمجھو۔ افسوس تو یہ ہے کہ آج دل سے بھی برا سمجھنے والوں کی تعداد کم ہوگئی ہے۔

ڈی۔ ایم بجنور شری رام کرشن نے، جن کے زیر صدارت یہ بڑا جلسہ منعقد ہوا تھا، واضح اور صریح الفاظ میں کہا کہ لوگ مسلمانوں پر تہمت اور الزام لگاتے ہیں کہ وہ فساد شروع کرتے ہیں، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس قوم کو تعلیم ''اقرأ'' سے دی گئی ہو وہ قوم جھگڑا فساد کیسے کرے گی، مزید انہوں نے سورہ فلق اور سورۃ الناس پڑھی اور ترجمہ بھی کیا پھر کہا کہ یہ لوگ، جو اس حقیقت سے واقف ہوں

وہ معاشرہ میں کیسے بگاڑ پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کی تقریر سے یہ بات محسوس کی گئی کہ اگر اسلامی تعلیمات صحیح طور پر غیر مسلموں تک پہنچائی جائیں تو یہ چیز ان کے ذہن ومزاج کی صحیح تشکیل کا باعث بن سکتی ہے۔

جلسہ میں ایس پی سٹی بجنور اور علاقہ کے سیاسی و مذہبی نمائندوں اور دہلی سے آئے ہوئے دانشوروں و مختلف طبقات کے لوگوں نے شرکت کی۔

جلسہ کو انیس چشتی صاحب اور مولانا کلیم صاحب پھلتی نے بھی خطاب کیا۔ بجنور میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب کے اہل خاندان نے مولانا رابع صاحب مدظلہٗ کی ضیافت کی اور بڑے تعلق ومحبت کا معاملہ کیا۔

بجنور سے دیر رات میں منصور پور روانگی ہوئی؛ اس بستی کا تعلق ساداتِ بارہہ سے رہا ہے، جو مغل سلطنت کے آخری دور میں حکومت پر حاوی رہے اور اپنی گراں قدر خدمات ملک کے لئے پیش کیں، سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد طاہر منصور پوری کے تعلق سے یہاں اہل تعلق کی دعوت کو مولانا محمد رابع صاحب مدظلہٗ نے منظور کیا اور رات کو قیام فرمایا، جناب سید محمد مطلوب صاحب کی خواہش پر خواتین میں انھوں نے بات بھی کی۔ خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کی مثال کارخانوں کی سی ہے، جہاں سے سامان تیار ہوتا ہے، بچوں پر آپ جس طرح اثر انداز ہو سکتی ہیں، دوسرا نہیں ہو سکتا اس کا خیال رہنا چاہئے۔ دعا کی توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ معمولی سی معمولی چیز میں بھی دعا سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔ استغناء اپنے رب سے نہیں برتا جاتا اسی کی طرف جھکا جاتا ہے، گرا جاتا ہے، ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم ہر چیز اسی سے مانگیں، جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بڑی بری لگتی ہے کہ اس کی طرف ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ مولانا مدظلہٗ حسین آباد اور خاں جہاں پور بھی تشریف لے گئے جہاں سادات کے اسی خانوادہ کے لوگ آباد ہیں۔ حسین آباد میں مولانا کی ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ وہاں کے خاندان کے بزرگ جناب سید مختار صاحب نے مولانا کی تشریف آوری پر بڑے تعلق ومحبت وعقیدت کا اظہار کیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب کا طویل قیام ہوا کرتا تھا اور انہی کے نام سے یہ جگہ منسوب ہے۔

مولانا مدظلہٗ منصور پور سے روانہ ہو کر بلاسپور بھی تشریف لے گئے، جہاں جامعہ فلاحِ دارین الاسلامیہ میں تفسیر وترجمۂ قرآن کے درس کا افتتاح کرتے ہوئے مدرسہ کے طلباء کو پہلا درس دیا اور جامعہ کی کارکردگی پر اطمینان ظاہر کیا اس کے ذمہ دار مولانا ممشاد علی قاسمی صاحب ہیں، جو کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ یہاں سے مولانا بیہٹ ضلع سہارن پور مولوی عزیز اللہ ندوی کی دعوت پر تشریف لے گئے راستے میں کھجناور میں ڈاکٹر سید منظور اور ڈاکٹر عامر صاحب [illegible] دعوت پر مدرسہ عزیز القرآن کا معائنہ کیا اور دعا فرمائی۔

بیہٹ میں ادارۃ الصدیق کے ز[illegible] اہتمام تعلیمی اجلاس میں خطاب کرتے ہو[illegible] مولانا مدظلہٗ نے فرمایا کہ اگر نئی نسل کی تعلیم تربیت صحیح اور اسلامی خطوط پر نہیں کی گئ[illegible] آنے والی نسلیں اسلام سے بے بہرہ ہو جائیں گی، دینی مدارس کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مدارس کی بقا میں ملت کی بقا ہے اور کہا کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح محض چند رسمی عبادات تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر گوشہ اور مرحلہ میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر خاص طور پر توجہ مبذول کرائی اور کہا کہ ان کے اخلاق وکردار کو سنوارنا اور ان کے خیالات ورجحانات کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اس لئے کہ بچوں کی پہلی درسگاہ ان کی مائیں ہوتی ہیں۔ اس پروگرام میں مولانا کے رفقاء کے علاوہ مولانا محمد اسلم صاحب ناظم جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور، مولانا یعقوب بلند شہری (مظاہر علوم) اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی، جلسہ گاہ سے مولانا اپنے رفقاء کے ساتھ شاہ محمود کی دعوت پر ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے، ان کے والد شاہ مسعود حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے میزبان ہوا کرتے تھے، شاہ محمود جو بیہٹ کے چیرمین بھی ہیں، مولانا مدظلہٗ کے ساتھ بڑی عقیدت ومحبت سے پیش آئے اور

ندوۃ العلماء آنے کی خواہش ظاہر کی، مولانا مدظلہٗ نے ان کے اس قدیم تعلق کی بنا پر جو حضرت رائے پوری اور ان کی جماعت سے ان کے خاندان کا رہا ہے۔ یہاں آکر مسرت ظاہر کی۔

بیہٹ سے مولانا عبداللہ مغیثی صاحب کے وطن جو کہ رائے پور کے قریب ہی واقع ہے تشریف لے گئے، جہاں مولانا مغیثی انتظار واشتیاق میں استقبال کے لئے کھڑے تھے، مولانا مغیثی نے مولانا مدظلہٗ اور ان کے رفقاء کی آمد پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔

قافلہ یہاں سے سیدھے خانقاہ رائے پور پہنچا، عصر بعد متصلاً مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری نے جو اب خانقاہ کے بڑے اور ذمہ دار ہیں مولانا مدظلہٗ کو خانقاہ کی وہ جگہیں دکھائیں، جہاں حضرت مولانا رائے پوری نے یکسوئی کی ساعتیں خصوصیت سے گزاری تھیں، عصر بعد خانقاہ کے صحن میں نشست ہوئی، وسیع صحن میں چارپائیاں پڑی تھیں، جو استفادہ اور زیارت کے لئے آنے والوں سے بھری تھیں، مفتی صاحب نے مولانا مدظلہٗ کو مرکزی جگہ پر بٹھایا اور مولانا نے راقم سطور سے فرمایا کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا رسالہ ''موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں'' پڑھ کر سناؤ، راقم سطور نے اسے پڑھ کر سنایا، جو پوری توجہ کے ساتھ سنا گیا، جس میں خصوصی پیغام یہ تھا کہ بہت سے مسائل کا حل اور ہماری بہت بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ برادران وطن سے اسلام کا تعارف کرایا جائے کہ ہماری کیسی بڑی کوتاہی ہے کہ اذان تک کا مطلب ہم انہیں نہ بتا سکے۔

مغرب بعد سہارن پور کے لئے روانگی ہوئی، جہاں سے مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہٗ صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب اور حضرت شیخ کے نواسہ مولانا سید محمد شاہد صاحب نے خط اور سہولت کے لئے اپنے عزیز مولوی محمد معاذ کاندھلوی ندوی کو گاڑی کے ساتھ بھیج دیا۔ عشاء کے قریب حضرت مولانا مدظلہٗ اور ان کے رفقاء کچا گھر جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی قیام گاہ رہا ہے اور ایک خانقاہ بھی تھی جہاں ہزاروں افراد کا رجوع ہوا کرتا تھا، علماء، قائدین، زعماء اور مختلف مزاج وفکر رکھنے والے افراد جمع ہوا کرتے تھے۔ خود حضرت مولانا محمد رابع صاحب مدظلہٗ صاحب نے یہاں پورا ایک ماہ قیام فرمایا تھا۔ مولانا واضح صاحب بھی وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت شیخ کی توجہات حاصل کرتے تھے۔ حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کا معمول تھا جب بھی خانقاہ رائے پور اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی خدمت میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو اسی مقام پر حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں پہلے جاتے پھر رائے پور روانہ ہوتے۔

حضرت شیخ کے صاحبزادے مولانا محمد طلحہ صاحب زید مجدہٗ کے یہاں قیام وطعام کا نظم تھا، تھوڑی دیر قیام کر کے پنجاب میل سے لکھنؤ کے لئے واپسی ہوئی۔ منصور پور سے اس سفر میں مولانا بلال عبدالحی حسنی، مولوی محمد حسن اور راقم سطور بھی شامل ہو گیا تھا۔ اس طرح آٹھ افراد پر مشتمل یہ قافلہ ۱۳ر جون کو لکھنؤ واپس ہوا۔ اس پورے سفر میں مولانا عبداللہ مغیثی صاحب، مولانا آس محمد گلزار قاسمی صاحب اور مولانا محمد کلیم صاحب پھلتی نے ہر طرح کی راحت پہنچانے میں اپنا مکمل تعاون دیا۔

(بقیہ)
انسانیت کا سچا درد

وہاں موجود نہیں تھی، یہاں تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بگڑی ہوئی اور بچی کھچی تعلیمات کلیسائی تعلیمات اور انجیل کی تعلیم وہ بھی وہاں سے رخصت ہو گئی ہے، وہاں تو وہ حال ہے کہ انسانوں کو اپنے سوا کسی کا ہوش نہیں رہا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنا بھی ہوش نہیں رہا ہے، جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے — (نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ) آخری عبرت کا منظر یہ ہے کہ انسان کو اپنا بھی صحیح ہوش باقی نہ رہے، یعنی اپنے پیٹ کا تو ہوش رہے اپنا ہوش نہ رہے۔

ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل معاملہ ہے انسان کا، اور انسان کا بھی جو کچھ معاملہ ہے وہ اس کے دل کا ہے، اور دل کا جو کچھ بھی معاملہ ہے وہ اس کے نیک ارادوں کا ہے۔ اگر یہ چیز پیدا ہو جائے۔ یعنی نیک ارادے پیدا ہونے لگیں تو پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، یہ وسائل کما تو صرف نام ہی نام ہے۔ وسائل تو انسانی ارادوں کے تابع ہیں۔ جن کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے انسان خود پیدا کرتا ہے۔

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س :۔ رکوع میں کس حالت میں ہونا چاہیئے؟

ج :۔ انحنار (جھکاؤ) پائے جانے کی حالت میں رکوع ہو جائے گا۔ لیکن رکوع کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سر و پیٹھ اور سرین بالکل برابر رکھے اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑے اور ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھے۔

س :۔ اگر نابالغ لڑکا جمعہ کا خطبہ پڑھادے اور بالغ نماز پڑھادے تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج :۔ بہتر یہ ہے کہ امام اور خطیب ایک ہی ہو۔ لیکن اگر لڑکا ذی شعور ہو اور خطبہ اسی نے پڑھا ہو اور بالغ نماز پڑھادے تو درست ہے۔

س :۔ ٹائل وغیرہ پر تیمم جائز ہے یا نہیں؟

ج :۔ ٹائل وغیرہ چونکہ جنس ارض سے ہیں لہذا اس پر تیمم کرنا جائز ہے۔

س :۔ کیا غیر اللہ کے لئے نذر ماننا درست ہے؟

ج :۔ غیر اللہ کے لئے نذر ماننا درست نہیں ہے بلکہ یہ تو شرک ہے؟

س :۔ ایک امام نے نماز پڑھائی سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ تلاوت کی چار پانچ آیت کے بعد ایک آیت چھوٹ گئی اور آگے کی آیتیں پڑھ دیں کیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی، کیا سجدہ سہو لازم ہوگا؟

ج :۔ ایسی صورت میں نماز درست ہو جائیگی سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا کیونکہ اس نے بقدر ضرورت قرأت کرلی ہے۔

س :۔ جو شخص داڑھی منڈواتا ہو اور انگریزی بال رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج :۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے

س :۔ مکتب میں زکوٰۃ اور چرم قربانی کی قیمت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج :۔ زکوٰۃ اور چرم قربانی کو تعمیر یا تنخواہ میں یا وقفی کتب اور قرآن شریف خریدنے میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ مستحق طلبہ کے وظائف میں صرف کرنا درست ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے فرمایا کہ:

- جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ لوگ اس کے لئے تعظیماً کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں سمجھ رکھیں۔
- کھانا کھلانا، واقف و ناواقف ہر دو کو سلام کہنا بہترین سلام ہے۔

ایمان افروز واقعہ

تفسیر قرطبی میں ایک واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کا نقل کیا گیا جس سے اطاعت رب، اتباع رسولؐ خوف خدا، اور تقویٰ کے مفہوم کا فرق اور وضاحت ہو جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک روز مسجد نبوی میں کھڑے تھے اچانک ایک رومی دہقانی آدمی بالکل آپ کے برابر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا انا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ" حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا بات ہے تو کہا میں اللہ کے لئے مسلمان ہو گیا ہوں حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا اس کا کوئی سبب ہے اس نے کہا ہاں۔ بات یہ ہے کہ میں نے توراۃ، انجیل، زبور اور انبیاء سابقین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں مگر حال میں ایک مسلمان قیدی قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا، وہ سُنی تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹی سی آیت نے تمام کتب قدیمہ کو اپنے اندر سمو لیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ فاروق اعظمؓ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ تو رومی دہقان نے سورۂ نور کی آیت: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ سورۂ نور: ۵۲۔ تلاوت کی اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر بھی عجیب و غریب اس طرح بیان کی کہ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ فرائض الٰہیہ سے متعلق ہے وَرَسُوْلَهٗ سنت نبوی کے متعلق ہے وَيَخْشَ اللّٰهَ گذشتہ عمر کے متعلق ہے۔ وَيَتَّقْهِ آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے۔ جب انسان ان چار چیزوں کا عامل ہو جائے تو اس کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ کی بشارت ہے اور فائز وہ شخص ہے جو جہنم سے نجات پائے اور جنت میں اس کو ٹھکانہ ملے فاروق اعظمؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اس کی تصدیق موجود ہے آپؐ نے فرمایا ہے۔ اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے ہیں جن کے الفاظ مختصر اور معانی وسیع ہیں۔

گوشۂ خواتین

عورت کو حیا کی چادر دی اور غیرت کا غازہ بھی بخشا

عائشہ عتیق طیبی

اسلام جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے اور جسے بنانے والے نے اپنے بنائے ہوئے انسانوں کے مزاج اور فطرت کے عین مطابق بنایا ہے، اس میں انسان کے حیوانی اور انسانی جذبات کو اس طرح تشکیل کیا ہے کہ انسان انسان ہی رہے حیوان نہ بن سکے چنانچہ اسلام مرد کو عورت کے حقوق اور عورت کو مرد کے حقوق ادا کرنے کی اور اللہ سے ڈرنے کی تاکید بھی کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرد کو قدرت نے جو ذمہ داریاں سونپی ہیں کہ وہ انہیں پورا کرے، اور عورت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے، نیز عورت کا دائرۂ کار اندرون خانہ متعین کیا ہے کہ وہ شمع انجمن بننے کے بجائے چراغ خانہ بن کر زندگی بسر کرے اور اگر کسی اہم ضرورت کی بناء پر باہر نکلنا ہو تو پردے کے ساتھ نکلے اور مردوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی کر کے چلیں اور مرد و عورتیں دونوں ایک دوسرے کی عزت و آبرو کی حفاظت کا خیال رکھیں۔

چنانچہ مردوں کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ (سورۂ نور ٣٠)

اے نبی آپ مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

اور عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۂ نور ٣١)

اے نبی آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اے مسلمانوں تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (سورۂ احزاب ٣٣)

اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو۔

اسی طرح حدیث شریف میں بھی پردے کا خاص طور سے حکم دیا گیا ہے بلکہ آنکھ، کان زبان، ہاتھ اور پیر کو غلط استعمال کرنے کو زنا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فرمایا اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

العينان زناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللسان زناه الكلام واليد زناها البطش والرجل زناها الخطى والقلب يهوى ويتمنى ويصدق ذٰلك ويكذبه (مشکوٰۃ ج ا باب الایمان بالقدر)

آنکھ اس کا زنا دیکھنا ہے اور کان اس کا زنا سننا ہے۔ اور زبان اس کا زنا کلام کرنا ہے اور ہاتھ اس کا زنا پکڑنا ہے اور پیر اس کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش و تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اجنبی

عورتوں کے حسن کی دید سے لطف اندوز ہوتا مردوں کے لئے اور اجنبی مردوں کو مطمح نظر بنانا عورتوں کے حق میں موجب فتنہ ہے اور زنا اور فتنہ کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔

کیوں کہ نظر ایک ایسا تیر ہے جو منظور الیہ کو نہیں لگتا بلکہ الٹا ناظر ہی کو لگ کر اس کے قلب کو مجروح کر دیتا ہے البتہ پہلی نظر تو معاف ہو سکتی ہے لیکن دوسری نظر پر باز پرس ہوگی جس کو آپ حدیث کی روشنی میں بخوبی جان سکتے ہیں۔

عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظرۃ الفجاۃ فامرنی ان اصرف بصری (مسلم)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں تو آپ نے فرمایا نظر پھیر لو۔

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا تتبع النظرۃ فان لک الاولی ولیست الآخرۃ (مشکوٰۃ ج ۲)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی نظر کو نظر کے پیچھے نہ لگاؤ، یعنی اگر اچانک نگاہ کسی عورت کے چہرے پر پڑ جائے تو دوبارہ اپنی نگاہ کو ادھر مت ڈالو۔ کیونکہ پہلی نظر معاف ہے اور دوسری نظر پر مواخذہ ہوگا۔

درحقیقت عریانیت اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے جس نے جذبات کی دنیا میں آگ لگا رکھی ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن کے سفاکیوں نے عورت کو بری طرح مقام انسانیت سے عاری کرکے اپنی دوکان چمکائی ہے۔ اور آزادئ نسواں کا فریب دیکر اس کی عزت و آبرو کو پامال کیا اور معاشرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھدیا ہے، آج عورت کو ریڈیو کا چہکتا ہوا ساز بنا دیا گیا ہے۔ اور یورپ و امریکہ کے ظالموں نے ٹی وی اور فلموں کے پردوں پر اس کے ایک ایک انگ کو برہنہ کرکے بیچ ڈالا ہے، پارکوں، ہوٹلوں، اسٹیشنوں پر اس کا سودا ہو رہا ہے بازار کی ہر چیز پر اسے لیبل کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیا صابن اور تیل، کیا اچار و مربہ، کیا ٹی وی و پنکھا ہر جگہ اس کی برہنہ تصویر کا استعمال ہو رہا ہے۔ مغربی تہذیب نے اونچی ایڑی کی چپل پہنا کر نیم برہنہ لباس عطا کرکے، دفتروں میں نوکری کا لالچ دیکر مردوں کے دوش بدوش کھڑا کر دیا ہے جو نہ صرف یہ کہ صنف نازک عورت کے مزاج کے بالکل خلاف ہے بلکہ اس پر ظلم اور اس کی عزت و ناموس کی توہین ہے،

مغربی تہذیب پر قدغن لگاتے ہوئے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"عورت اگر اپنے گھر میں اپنے اور اپنے شوہر اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور اولاد کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے۔ تو وہ قید و ذلت ہے، لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کے لئے کھانا پکائے، ان کے کمروں کی صفائی کرے، ہوٹلوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے، دوکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے۔ اور دفاتر میں اپنے افسروں کی نازبرداری کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے؟ یہ آزادی اور اعزاز نہیں بلکہ عورت کی عصمت پر ایک سیاہ داغ ہے۔"

آج مغربی تہذیب کی تقالی میں مشرقی ممالک کی عورتیں بھی کم سے کم تر امور انجام دینے پر آمادہ ہیں۔ اور نہ جانے کتنی عورتیں اس راستے میں اپنی عزت و عصمت کو گنوا بیٹھی ہیں یہ سراسر عورت اور اس کے حسن کی توہین ہے،

درحقیقت عورت کا دائرۂ کار گھر کے اندر بنی نوع انسانی کی بقاء، بچوں کی پرورش تربیت، خانہ داری کے امور کی دیکھ بھال پر مشتمل ہے جبکہ مرد کا دائرۂ کار اپنے بیوی بچوں کے لئے روزی کمانا، اور خاندان کو معاشرے کی برائیوں سے محفوظ رکھنا۔ اور خارجی امور میں حصہ لینا ہے، اسی لئے قرآن وحدیث میں فطرت انسانی کے مطابق دونوں کو مناسب انداز میں برابر برابر حق عطا کئے گئے ہیں اور شاعر کی زبان میں عورت کی تصویر اس طرح بیان ہوئی ہے ؎

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

اور بالفاظ دیگر

نیکی کی تم تصویر ہو عفت کی تم تدبیر ہو
ہو دین کی تم پاسباں ایماں سلامت تم سے ہے
فطرت تمہاری ہے حیا طینت میں ہے مہر و وفا
گھٹی میں ہے صبر و رضا انسان عبارت تم سے ہے

عورت کی عزت و عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر بڑی صراحت کے ساتھ حقوق نسواں کا خصوصی خیال کرتے ہوئے مردوں کو خطاب کیا ہے ارشاد فرمایا:

• لوگو! تمہاری خواتین کو تمہارے مقابلے میں کچھ حقوق دیئے گئے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ تمہاری خوابگاہوں میں تمہارے علاوہ

(باقی ص ۱۸ پر)

(بقیہ) کسب معاش کی فضیلت

...روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... فرمایا: جو کسی یتیم کا ولی بنے اس کو چاہئے کہ اس ... کے مال کو تجارت کرکے بڑھاتا رہے، ایسا نہ کرے ... اس کو بڑھاتے نہیں اور صدقہ دیتے دیتے اس کا ... مال ختم ہو جائے (ترمذی)

... حج میں تجارت کا جواز

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ مجنہ اور ذو المجاز (ان جگہوں پر لوگ میلہ کے طور پر بازار لگایا کرتے تھے) زمانۂ جاہلیت کے بازار تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زمانۂ حج میں تجارت کو گناہ سمجھا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم" اس کا تم کو کوئی گناہ نہیں کہ (تم حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) رزق تلاش کرو اپنے پروردگار سے۔ (بخاری)

تجارت کی برکت

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن الربیع کے درمیان مواخات کروائی تو سعد بن الربیع نے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں میں اپنا آدھا مال تم کو دیتا ہوں تم دیکھو میری دونوں بیویوں میں سے جس کے خواہشمند ہو اس سے میں تمہارے لئے دستبردار ہو جاؤں (طلاق دیدوں) جب عدت گذر جائے تو تم اس سے نکاح کرلو۔ حضرت عبد الرحمن نے فرمایا، مجھ کو اس کی ضرورت نہیں (بس مجھ کو یہ بتا دو کہ) یہاں کوئی بازار ہے جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو؟ سعد بن ربیع نے کہا، قینقاع کا بازار ہے، دوسرے دن حضرت عبد الرحمن بازار گئے، اور پنیر اور گھی لائے پھر اسی طرح برابر صبح جاتے رہے، تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ایک دن آئے اور ان کے کپڑوں پر سہاگ عطر کا اثر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے شادی کرلی؟ انھوں نے کہا (جی) ہاں، آپ نے پوچھا کس سے؟ انھوں نے جواب دیا، انصار کی ایک خاتون سے، پھر آپ نے پوچھا: کیا دیا؟ (مہر) تو انھوں نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ (یعنی ۳ درہم) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو، چاہے ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

مہاجرین کا تجارت اور انصار کا کھیتی باڑی کرنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بہت کثرت سے بیان کرتا ہے، کیا بات ہے کہ مہاجرین و انصار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نہیں بیان کرتے، تو وجہ اس کی یہ ہے کہ مہاجرین تجارتی کاروبار کے سلسلہ سے بازاروں میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر چیز سے فارغ ہو کر خدمت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا تھا، وہ غیر حاضر رہتے، میں حاضر رہتا، وہ بھول جاتے، میں یاد کر لیتا اور میرے انصار بھائیوں کو اپنی کھیتی باڑی سے فرصت نہ ملتی اور میں فقراء صفہ میں سے ایک فقیر تھا، وہ جب بھول جاتے تو میں یاد رکھتا۔ (بخاری)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تجارت میں مشقت اٹھانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بار خلافت سنبھالا تو فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرے پیشہ کی آمدنی میرے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لئے ناکافی نہیں تھی، اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوں، لہٰذا اب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلقین اس (سرکاری) مال سے کھائیں گے، (مسلمانوں کے نفع کے خاطر، تجارت میں لگائیں گے (۱) (بخاری)

بیع و صرف کا حکم

حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ تجارت کرتے تھے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اگر دست بدست (نقد) ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں (۲) (بخاری)

مقروض سے مطالبہ کرنے میں نرمی اور خرید و فروخت میں سخاوت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا ایک بندہ جس کو اللہ نے مال سے

---

(۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ و پرہیزگاری اور عزیمت پر عمل کی مثال نہیں مل سکتی اسی لئے آپ کو صدیقیت کا وہ بلند مقام ملا جو آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ نے خلافت کے بعد جب مجبوراً بیت المال سے کچھ لینا شروع کیا تو اس کے بعد مسلمانوں کے معاملات کی نگہداشت ان کی تجارت کے فروغ اور ان کی غذا کی فراہمی کے لئے کوشاں رہے جو آپ پر بحیثیت خلیفہ واجب نہیں تھا (خلفاء راشدین، مجمع بحار الانوار)

(۲) سونے چاندی اور ایک دوسرے کی آپس میں بیع کے بارے میں تفصیلی مسائل ہیں جو فقہ کی کتابوں سے دیکھنا چاہیئے۔

سرفراز کیا تھا، اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر کیا گیا (یعنی قبر میں یا حشر کے دن) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تو نے دنیا میں کیا کیا عمل کئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "ولا یکتمون اللہ حدیثا" (اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے) وہ بندہ عرض کریگا تو نے مجھ کو مال عطا فرمایا تو میں لوگوں کے خرید و فروخت کے وقت نرمی اور سخاوت سے کام لیتا تھا۔ الدار سے آسانی کا برتاؤ کرتا تھا۔ اور نادار کو مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ درگذر کا حق رکھتا ہوں، پھر فرمائے گا، میرے بندہ کو درگذر کرو، عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔ (مسلم)

بیچی جانے والی چیز کا عیب چھپانے کی سخت ممانعت اور وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گذرے، آپؐ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر داخل کر دیا تو آپ کی انگلیوں نے گیلا پن محسوس کیا۔ آپ نے اس غلّہ فروش دوکاندار سے فرمایا کہ یہ تری اور گیلا پن کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ غلہ پر بارش کی بوندیں پڑ گئی تھیں، آپ نے فرمایا اس بھیگے ہوئے غلہ کو تم نے ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رہنے دیا۔ تا کہ خریدنے والے لوگ اس کو دیکھ سکتے، جو آدمی دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم)

جھوٹ سے تجارت کی برکت کا اٹھنا

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک الگ نہ ہوں (۱) اگر وہ سچ بولیں تو ان کی سوداگری میں برکت دی جائے گی، اور اگر جھوٹ بولیں (گے) تو ان کی سوداگری کی برکت ہٹا دی جائے گی (۲) (بخاری ومسلم)

دھوکہ باز تاجر کا حشر خراب ہوگا۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجر لوگ سوائے ان کے جنھوں نے تقویٰ، نیکی اور سچائی کا رویہ اختیار کیا۔ قیامت میں فاجر اور بدکار اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

شجرکاری اور کاشت میں نفع ہی نفع

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے اور اس سے انسان فائدہ اٹھائیں یا پرند تو اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

بٹائی پر زمین دینا

حضرت عمرو بن دینار تابعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاؤس (تابعی) سے ایک بار کہا آپ بٹائی پر زمین اٹھانا چھوڑ دیتے تو اچھا ہوتا کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔ تو انھوں نے کہا کہ میرا طریقہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کو کاشت کے لئے زمین بھی دیتا ہوں اور اس کے علاوہ بھی ان کی مدد کرتا ہوں اور امت کے بڑے عالم یعنی عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ کو بتایا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو بٹائی پر اٹھانے سے منع نہیں فرمایا۔ البتہ یہ فرمایا تھا کہ اپنی زمین اپنے دوسرے بھائی کو کاشت کے لئے دے دینا اس سے بہتر ہے کہ اس پر کوئی مقررہ لگان وصول کرے (بخاری)

پیداوار کے نصف حصہ پر معاملہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے پیداوار (کاشت ہو یا پھل) کے نصف حصہ پر معاملہ کیا، آپ اپنی ازواج مطہرات کو سو وسق (۱) عنایت فرماتے تھے اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو، حضرت عمرؓ نے خیبر کے حصے کر دئے اور ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ زمین و پانی والا حصہ لے لیں یا سابقہ حصہ ان کے لئے برقرار رکھا جائے، تو ان میں سے کسی نے زمین والا حصہ لیا۔ اور کسی نے وسق والا حصہ، حضرت عائشہؓ نے زمین والا حصہ اختیار کیا۔ (بخاری)

---

(۱) خرید و فروخت کے معاملہ میں اگر بیچنے والا یا خریدنے والا دونوں میں سے کوئی ایک یہ شرط کرے کہ ایک دن یا دو تین دن تک مجھے اختیار ہوگا کہ میں چاہوں تو اس معاملہ کو ختم کر دوں تو جائز ہے، امام نسائی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک اس طرح کے بغیر بھی دونوں کو اس وقت تک معاملہ فسخ کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ جب تک وہ دونوں اسی جگہ رہیں، لیکن اگر کوئی ایک بھی اس جگہ سے ہٹ جائے اور علاحدہ ہو جائے تو یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔

(۲) ایک چیز ہے روپیہ کی زیادتی اور ایک چیز ہے روپیہ کی برکت، برکت یہ ہے کہ اس ملازم کو موقع ملے کہ روپیہ کام آئے نیک عمل کی توفیق ہو یہ نہیں ہوگا۔ (زاد سفر)

(۱) اہل مدینہ کے ناپ کے پیمانوں میں اہم پیمانے مُد، صاع، اور وسق تھے مُد دو چلو کے بقدر غلہ یا پانی کو کہتے تھے یہ دو چلو متوسط آدمی کے ہاتھوں کے بقدر پائے گئے پانچ مُد کا ایک صاع اور ۶۰ صاع کا ایک وسق شمار کیا جاتا تھا۔ ایک مُد مساوی ہوگا، ۵۲۴ گرام وزن کے گیہوں یا ۸۱۶ گرام پانی اور ایک صاع مساوی ہوگا۔ ۲۱۸۶ گرام وزن کے گیہوں یا ۳۲۶۴ گرام پانی کے (جزیرۃ العرب)

آج کل

● جگر مرادآبادی

فکرِ جمیل خوابِ پریشاں ہے آج کل
شاعر نہیں ہے وہ جو غزل خواں ہے آج کل

سازِ حیات سازِ شکستہ ہے ان دنوں
بزمِ خیالِ جنت ویراں ہے آج کل

آنکھیں تمام مشہدِ عشق و جمال ہیں!
سینہ تمام گنجِ شہیداں ہے آج کل

انسانیت کہ جس سے عبارت ہے زندگی
انساں کے سائے سے بھی گریزاں ہے آج کل

دل کی جراحتوں کے کھلے ہیں چمن چمن
اور اس کا نام فصلِ بہاراں ہے آج کل

صحنِ چمن میں بوئے وفا کا پتہ نہیں
رنگِ رُخِ بہار پُر افشاں ہے آج کل

تحصیلِ علم و کسبِ خطابت کے باوجود
تہذیبِ نفس، سر بہ گریباں ہے آج کل

کیا اخلاص کس کی محبت، کہاں کا درد
خود زندگی متاعِ گریزاں ہے آج کل

افتاد بن گئی ہیں وسیع الخیالیاں
کم ظرفیِ مزاج نمایاں ہے آج کل

سازش، دغا، فریبِ سخن پروری دروغ
ہر درد کا یہ نسخۂ آساں ہے آج کل

اخلاق ایک فن ہے جو عصرِ جدید میں
اندازِ حُسن بن کے نمایاں ہے آج کل

شائستگی کے بھیس میں ہے روحِ زندگی!
انسان کے لباس میں شیطاں ہے آج کل

وہ قومیت کہ جس سے ہے انسانیت ذلیل
ہندوستاں میں کس قدر ارزاں ہے آج کل

ہے زخمِ کائنات جو ہندو ہے ان دنوں
ہے داغِ زندگی، جو مسلماں ہے آج کل

تعداد ایک فرقے کی جتنی بھی گھٹ سکے
کارِ ثواب و کارِ نمایاں ہے آج کل

وہ دن گئے کہ طائرِ مقصود تھا شکار
انسان کا شکار خود انساں ہے آج کل

کہتے ہیں جس کو صورتِ آزادیِ وطن
دراصل ایک پیکرِ بے جاں ہے آج کل

کانٹے کسی کے حق میں کسی کو گل و ثمر
کیا خوب اہتمامِ گلستاں ہے آج کل

سرمایہ داریوں کی طرفداریاں ہیں سب
لیکن مفادِ عام کا عنواں ہے آج کل

نسبت اب اس کو شاہدِ مستور سے کہاں
شاعر ہے اور پیکرِ عریاں ہے آج کل

کچھ رہبرانِ قوم جو مخلص سے ہیں واقعی!
ان کا چراغ بھی تہہ داماں ہے آج کل

لیکن میں دیکھتا ہوں در پردہ شہود
فطرت کا انتقام خراماں ہے آج کل

اس سے تو خودکشی ہی غنیمت ہے اے جگر
وہ مصلحت جو پیشۂ مرداں ہے آج کل

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
تعصّب خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی

امام شافعیؒ کا ایک حکیمانہ قول

علامہ ابن صلاحؒ نے امام شافعیؒ کا ایک حکیمانہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ الانقباض عن الناس مکسبة للعداوة، والانبساط مجلبة لقرناء السوء فکن بین المنقبض والمنبسط ”لوگوں کے ساتھ ترش روئی سے پیش آنا لوگوں کو دشمن بنا لیتا ہے۔ اور بہت زیادہ خندہ پیشانی برے ہم نشینوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، لہٰذا ترش روئی اور بہت زیادہ خندہ پیشانی کے درمیان معتدل راہ اختیار کرو (فتاویٰ ابن الصلاح ص: ۳۱ مطبوعہ مع الرسائل المنیریہ جلد ۴،

دورِ حاضر کا اہم سوال

معصوم بچوں کو کفر و شرک سے کیسے بچایا جائے؟

اگر آپ واقعی فکرمند ہیں کہ آپ کے بچے کفر و شرک کے قریب نہ جائیں اور شروع ہی سے ان معصوم بچوں کے ذہنوں میں ایمان واسلام کی تخم ریزی ہو، اور اللہ و رسول کی محبت و عظمت ان کے دلوں میں بیٹھ جائے تو آج ہی آپ ——
حکیم شرافت حسین صاحب رحیم آبادی
کا تیار کردہ نصاب تعلیم مکتبہ دین و دانش مکارم نگر لکھنؤ سے حاصل کیجئے۔

اس کامیاب نصاب تعلیم کی شہادت اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء کرام۔ نے دی ہے، اندرون اور بیرون ملک کے ہزاروں مکاتب اور مدارس نے اپنے کورس میں اسے شامل کیا ہے۔ کتابوں کی مفصل فہرست کتب اور معلومات مکتبہ سے حاصل کیجئے۔

مکمل اٹھارہ کتابوں کے سیٹ کی رعایتی قیمت صرف ایک سو روپے ڈاک خرچ 48 روپے

مکتبہ دین و دانش، مکارم نگر، لکھنؤ
فون نمبر 0522-327970